

مباحث کلام

از

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سمری

قدس سره

مع اردو ترجمہ

باضمام

ادارہ مجددیہ: ۲۵، ایچ، ناظم آباد، کراچی

إِنَّ هَذِهِ تَنْكِحَةُ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا

الحمد لله کہ رسالہ شریفہ

مجمع کاد

مصنّف

امام ربّانی حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرنندی قدس سرہ

مع اردو ترجمہ

از حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف عمدة السلوک، عمدة الفقہ وغیرہ

باہتمام

۱۳۰۲ھ

ادارۃ مجددیہ - ناظم آباد ع ۳ - کراچی ع ۱۵

مطبوعہ: احمد برادر س پرنٹرس - ناظم آباد ع ۲ - کراچی ع ۱۵

عرضِ ناشی

المحمد رشید کہ اس عاجز کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سندھندی قدس سرہ کے رسالہ ”مبدأ و معاد“ مع اردو ترجمہ از حضرت مولانا و مرشدنا سید زوار حسین شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کے لئے نفع بخش ثابت ہو، آمین
احقر محمد اعلیٰ قریشی عفی عنہ

ادارہ مجددیہ

۵/۲ - ایچ۔ ناظم آباد ۳ کراچی

فہرست مضامین

۱۳۴	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۱۰۵	سیر فی اللہ	۵	افتتاحیہ
۱۳۵	ایک سوال اور اس کا جواب	۱۰۶	سیر عن اللہ باللہ	۹	مبدأ و معاد (فارسی متن)
۱۳۸	فرق بعد الجمع	۱۰۶	کمالات و ولایت کے درجات	۹۱	” (اردو ترجمہ)
۱۳۹	دعوت کا کامل ترین مقام	۱۰۷	نزول کا انتہائی کمال	۹۲	خطبہ
۱۴۱	پیغمبر اسلام کا خصوصی امتیاز	۱۰۹	شاہدہ انفس و آفاق	۹۳	جذبہ و سلوک کا حصول
۱۴۲	احوال پیش از غائب کیوں ہو جاتے ہیں؟	۱۱۰	سلوک کی ابتداء و استعارہ	۹۴	بیان عروج و تائید حضرات خلفاء و مشائخ
۱۴۵	آیت قرآنی کی لطیف تشریح	۱۱۳	منازل سلوک	۹۷	علم لدنی کا حصول
۱۴۶	کیا معرفت بعد کوئی لغزش ہے؟	۱۱۳	نفی کل	۹۸	بیان نزول و تائید مشائخ سلاسل مختلفہ
۱۴۹	وجود باری تعالیٰ کے سلسلہ میں خصوصی معرفت	۱۱۵	ایک شبہ کا ازالہ	۹۸	اکابر سہروردیہ کے مقام کی خصوصیات
۱۵۰	مزید وضاحت	۱۱۶	شش جہات خواجہ نقشبند کی مراد	۹۹	نزول بمقام جذبہ
۱۵۱	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۱۱۸	قلب کے پانچ درجات اور محض قلب بسیط	۱۰۰	قطب الارشاد اور اس کا فیض عام
۱۵۲	دوسرا اعتراض اور اس کا جواب	۱۲۳	اس نعمت عظمیٰ کا حصول	۱۰۱	قطب الارشاد کے انکار کا خطرہ
۱۵۳	خدا کی ذات شاہدہ، رویت دیم اور خیال میں نہیں آ سکتی	۱۲۴	روح کا مقام	۱۰۲	مقام تکمیل نسبت نقشبندیہ
۱۵۴	مزید توضیح	۱۲۵	روح کا نزول	۱۰۳	قطب الارشاد سے اخلاص
۱۵۵	اطلاق محض	۱۲۶	روح کا عروج	۱۰۴	مقام تکمیل نسبت نقشبندیہ
۱۵۶	فرشتوں پر انسان کی فضیلت	۱۲۷	حب عوارف کے ارشاد پر بحث	۱۰۵	اظہار نعمت سیر الی اللہ
۱۵۷	اولیاء اللہ مافوق البشر ہیں	۱۲۸	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۱۰۶	عقل معاد

۲۰۵	حقیقت کعبہ کے مقام میں	۱۸۰	علم ظاہر علم باطن کی برتری	۱۵۸	علوم امکانی اور محال و جوی
۲۰۶	حقیقت محمدی کا عروج	۱۸۳	اور آداب پیرو استاد	۱۶۰	ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے
۲۰۷	کلمہ طیبہ کی فضیلت	۱۸۴	لطائف ستہ کے مراتب	۱۶۱	علم الاشیاء کی واپسی نقص کا
۲۰۸	معوذتین کی متعلق کشف	۱۸۶	موت پہلے موت کا مطلب	۱۶۳	باعث نہیں
۲۰۹	تقلید و اتباع کی فضیلت	۱۸۸	کلام الہی	۱۶۵	اطمینان نفس کے بعد
۲۱۰	تجلی ذات کا اعتبار و انبیاء	۱۸۹	دائرہ امکان کی باہر ازل	۱۶۶	مقام رضا کا حصول
۲۱۱	کے درجات کا تفاوت	۱۹۰	اولاد محمد میں	۱۶۷	قرارت خلف الامام
۲۱۲	سیراجی کا درجہ تفسیر فی	۱۹۱	معراج نبوی اور عروج اولیاء	۱۶۸	ماتریدیہ کی تائید
۲۱۳	سے بلند ہے۔	۱۹۲	میں فرق	۱۶۹	امام اعظم کی عظمت
۲۱۴	دصول نہایت کے بعد رجوع لازمی	۱۹۳	تکون حقیقی صفات میں سے ہے	۱۷۰	حصول اجازت کمال پر
۲۱۵	مقام رضا کی برتری	۱۹۴	رویت باری تعالیٰ	۱۷۱	موقوف نہیں۔
۲۱۶	ترغیب اتباع سنت و	۱۹۵	کشف اور فراست میں فرق	۱۷۲	شبہ کا ازالہ
۲۱۷	احترار از بدعت	۱۹۶	ماتریدیہ کی فضیلت	۱۷۳	یادداشت کے نین دراج
۲۱۸	جنات کے حالات	۱۹۷	یقین کے درجہ کا حصول	۱۷۴	دس مقامات کو طے کئے بغیر
۲۱۹	دلی کو نبی پر بڑی فضیلت ہونا	۱۹۸	فناء و ارادہ	۱۷۵	نہایت النہایت تک سائی
۲۲۰	دلی کی ولایت انبی کی ولایت	۲۰۰	کلام اللہ کی رہنمائی	۱۷۶	ممکن نہیں۔
۲۲۱	ہی کا حصہ ہوتی ہے	۲۰۱	حضرت خواجہ باقی باشد	۱۷۷	اولیاء اللہ کے ظاہر باطن کا فرق
۲۲۲	صفات باری کی تین قسمیں	۲۰۲	سے عقیدت	۱۷۸	اولیاء اللہ کی پوشیدگی کا
۲۲۳	خدا کا مثل نہیں ہو سکتا	۲۰۳	شیخ کی محبت میں غلو	۱۷۹	سبب۔
۲۲۴	مثال ہو سکتی ہے	۲۰۴	نہیں کرنا چاہئے	۱۸۰	بداعتقادی کا نقصان
۲۲۵	تنبیہ	۲۰۵	ذکر نفی و اشہات	۱۸۱	مشابہات کی تاویل
۲۲۶	اشارہ	۲۰۶	حقیقت قرآنی حقیقت کعبہ	۱۸۲	اتباع رسول
۲۲۷	تمت	۲۰۷	اور حقیقت محمدی	۱۸۳	محبت ذاتی و صفاتی کا فرق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

حضرت حق سبحانہ جلّ و علا شانہ کا بے حد و بے انتہا شکریہ احسان ہے کہ اُس نے مجھ ناچیز کو امام ربانی محبوب صمدانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرمدی قدس سرہ السامی کے اس خصوصی رسالہ ”مبدأ و معاد“ کے ترجمے کی توفیق بخشی، دعا ہے کہ حضرت موصوف قدس سرہ کے بقیہ رسائل و مکتوبات شریف کے ترجمہ کرنے کی سعادت بھی عطا فرمائے، آمین۔

اس رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الغرزی نے اصرار و رموز کے وہ لطیف اشارات بیان فرمائے ہیں جن کو سمجھنا عوام تو عوام اخلاص خواص کے لئے بھی مشکل ہے مگر یہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا اپنے کسی بندہ خاص پر فضل ہو جائے اور اس کو کسی قدر علم و بصیرت بھی عطا فرمائے تو وہ کچھ سمجھ سکتا ہے، بہر حال اس رسالہ کی تصحیح و ترجمہ کرنا بہت مشکل کام تھا لیکن محبتی جناب حاجی محمد اعلیٰ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے پیہم اصرار کی بنا پر اس عاجز نے اُردو میں

ترجمہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و تائید سے یہ رسالہ مع اردو ترجمہ بحسن و خوبی نہایت اہتمام کے ساتھ ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے۔

در اصل یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے متفرق مضامین کا مجموعہ ہے جن کو حضرت ممدوح نے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس کی خدمت میں سترہ میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے حصول اور تقریباً دس سال بعد تک کے بعض کشف و حقائق کے وصول کے اظہار میں وقتاً فوقتاً تحریر یا بیان فرمایا تھا۔ اس کے بعد حضرت ممدوح کے خلیفہ حضرت مولانا محمد صدیق کشی رحمہ اللہ نے ان مضامین کو سترہ میں مرتب فرمایا اور ان کو منہا کا عنوان دیکر ایک دوسرے سے ممتاز کیا جن کی مجموعی تعداد اکثر مطبوعہ نسخوں کے مطابق اکتھ ہوتی ہے حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی مدظلہ العالی (سٹڈ و سائیں داد، حیدرآباد) کے قلمی نسخے میں منہا کے کے درمیانی حصہ میں مزید ایک اور منہا کا عنوان درج ہے اور حضرت مولانا نور احمد مرحوم کے مطبوعہ نسخہ میں بھی بالکل اسی جگہ منہا کا اشارہ موجود ہے، اس حساب سے منہا کی تعداد بائیس ہوتی ہے لیکن طاق عدد کے استجاب کا لحاظ رکھتے ہوئے دیگر مطبوعہ نسخوں کے مطابق منہا کی تعداد اکتھ ہی رکھی گئی ہے۔ کتاب کے شروع میں مبدأ و معاد کا اصل فارسی متن پیش کیا گیا اور اس میں کسی حشو و زوائد کا اضافہ نہیں کیا۔ اس کے بعد مسلسل ترجمہ ہے اور مطابقت کے لئے اردو ترجمہ کے حاشیے پر فارسی متن کے صفحات

دیدئے ہیں تاکہ اگر کہیں شبہ ہو اور اصل عبارت دیکھنے کی ضرورت پیش آئے تو فوراً صفحہ نکال کر دیکھ سکیں۔ مزید وضاحت کے لئے ترجمہ میں جگہ جگہ ذیلی عنوانات دیدئے گئے ہیں۔ اشعار کا ترجمہ بھی اشعار ہی میں کر دیا گیا ہے اور بعض بزرگوں کے حالات بھی مختصر طور پر حواشی میں درج کر دیئے ہیں غرض کہ عاجز تے ترجمہ کرنے میں پوری احتیاط سے کام لیا ہے اور ترجمہ کو زیادہ سے زیادہ ہل اور شگفتہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس وقت میرے سامنے مبداء و معاد کے پانچ نسخے موجود ہیں جن میں ایک مخطوطہ ہے اور چار مطبوعہ۔ پہلا نسخہ جو مخطوطہ ہے حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی نقشبندی مدظلہ العالی (رند و سائیں داد) سے حاصل کیا گیا ہے، دوسرا نسخہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ کا مطبوعہ ہے جو مولانا محمد عبدالحلیم صاحب چشتی سے دستیاب ہوا ہے تیسرا نسخہ مطبع مجددی امرتسر ۱۳۱۳ھ کا مطبوعہ ہے جو حضرت مولانا نور احمد مرحوم کا تصحیح کردہ ہے، بینا یاب نسخہ حضرت مولانا محمد عبد الرشید صاحب نعمانی سے حاصل کیا گیا ہے، چوتھا نسخہ حکیم عبد المجید سیفی مرحوم لاہور ۱۳۷۱ھ کا مطبوعہ ہے، اور پانچواں نسخہ ادارہ مجددیہ سعودیہ لاہور ۱۳۸۵ھ کا مطبوعہ ہے جو حضرت مولانا محبوب الہی صاحب تصحیح کردہ ہے،

ان پانچ نسخوں سے حتی الامکان استفادہ کی کوشش کی گئی ہے اور جس نسخے کا جو لفظ صحیح معلوم ہوا اس کو اصل عبارت میں درج کر دیا گیا ہے اور اختلافی الفاظ کو حاشیہ پر مع حوالہ ظاہر کر دیا گیا ہے۔ اور ان پانچوں نسخوں کے اختلاف کو چند حروف میں اس طرح واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت

مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مدظلہ العالی والے نسخے کے الفاظ کو ش سے ظاہر کیا گیا ہے اور مطبع انصاری والے الفاظ کو ص سے اور مولانا نور احمد مرحوم والے نسخے کے الفاظ کو ت سے اور حکیم عبد المجید سیفی مرحوم والے نسخے کے الفاظ کو ج سے اور مولانا محبوب الہی صاحب والے نسخے کے الفاظ کو ہر سے واضح کیا گیا، امید ہے کہ ناظرین کرام اس سعی کو پسند فرمائیں گے۔

ان تمام خوبیوں کے پیش نظر قارئین کرام خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ادارہ کی یہ سعی سابقہ کوششوں کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتی ہے اور اس کا مقام دوسروں کے مقابلے میں کس قدر امتیاز کا حامل ہے۔ اس کے باوجود قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اگر سہو کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کتاب ہذا کے قلمی و مطبوعہ نسخے ہیا کرنے والے حضرات اور ترجمہ و تصحیح و نشر و اشاعت میں معاونت کرنے والے حضرات کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دائمی سعادتوں اور ظاہری و باطنی ترقیات سے نوازے آمین۔ ادارہ ان سب حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

احقر الانام

حاکار زوار حسین غفر اللہ وعفانہ

وکان اللہ ولوالدہ

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

[illegible]

وفضل رحمانی

بسم الله الرحمن الرحيم

بامداد نبردانی

أَحْمَدُ اللَّهِ فِي الْمَبْدِ وَالْمَعَادِ وَأُصَلِّيَ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
الْأَفْجَادِ أَمَّا بَعْدُ فَهَذِهِ رِسَالَةٌ شَرِيفَةٌ مُتَضَمِّنَةٌ لِإِشَارَاتٍ
لَطِيفَةٍ رَائِقَةٍ وَأَسْرَارٍ دَقِيقَةٍ فَارِثَةٍ لِلْإِمَامِ الرَّهْمَانِ مُحَمَّدِ بْنِ
عَلِيِّ الْأَنَامِ قُدْوَةِ الْأَقْطَابِ وَالْأَوْتَادِ وَقِبْلَةِ الْأَبْدَالِ وَالْأَفْرَادِ
كَاشِفِ أَسْرَارِ السَّبْعِ الْمَثَانِي الْمُجَدِّدِ لِلْأَلْفِ الثَّانِي الْأَوْسَعِ
الرَّحْمَانِي الْعَارِفِ الرَّبَّانِي شَيْخِ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ
شَيْخِنَا وَإِمَامِنَا الشَّيْخِ أَحْمَدَ الْفَارُوقِيَّ نَسَبًا وَاحْتِجَافًا
مَذْهَبًا وَنَفْسَتَيْنِ مَشْرَبًا لَنَا شَمُوسُ هَذَا آيَةٍ عَلَى
أَفْقِ الْعُلَى سَاطِعَةٌ وَالتَّاسُ فِي رِيَاضِ إِفَاضَتِهِ سَرَّابَةٌ
وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكْلَانُ.

۱۔ مٹھا چوں این درویش را ہوس این راہ پیدا شد۔
 غایت خداوندی جلّ سلطانہ اور ابیکے از خلفائے خانوادہ
 حضرات خواجہ قادّس اللہ تعالیٰ آسرا رہد رسانید۔ و از اں جا طریقہ این
 بزرگواران را اخذ کردہ، ملازم صحبت آں عزیز گشت۔ بہ برکت توجہ

[illegible]

آن بزرگ، جذبہ خواجہا کہ از جهت استہلاک در صفت قومیت می خیزد،
 او را حاصل گشت۔ و از طریق اندراج التہایۃ فی البدایۃ نیز بشری میسر
 شد۔ بعد از تحقق این جذبہ کار او بسلوک قرار یافت۔ و این راہ را
 بتربیت روحانیت اسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تانہا بیت
 رسانید۔ یعنی باسمی کہ رب اوست۔ و از آن اسم، بقابلیت اولیٰ کہ
 معبر بحقیقت محمدیہ است، علیٰ صالحہا الصلوٰۃ والسلام والتَّحِیَّۃُ
 بمدر روحانیت حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرّاً
 عروج نمود۔ و از آن جا، بدستگیری روحانیت حضرت فاروق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ، فوق آن قابلیت استعلا میسر شد۔ و از آن جا، تا بمقامی
 کہ فوق آن قابلیت است، و آن قابلیت کالتفصیل است، مر آن
 مقام را، و آن مقام اجمال اوست۔ و آن مقام مقام اقطاب محمدیہ است۔
 بتربیت روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیٰ صالحہا الصلوٰۃ
 والسلام والتَّحِیَّۃُ ترقی واقع شد۔ و در وقت وصول باین مقام
 نحوی امداد از روحانیت حضرت خواجہ علاء الدین عطّار، کہ خلیفہ
 حضرت خواجہ نقشبند است، قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما، و قطب ارشاد
 است بآن درویش رسید۔ نہایت عروج اقطاب تا این مقام است۔
 و دائرہ ظلیّت تا ہمیں مقام منتهی می شود۔ بعد از آن اصلی خالص است یا
 ممتزج بظل۔ طائفہ افراد بوصول این دولت ممتاز اند۔ بعضی از اقطاب را
 بواسطہ مصاحبت افراد تا مقام ممتزج عروج می شود۔ ناظر اصل

حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرّاً

متمنّج بطل می گردند. اما وصول باصل خالص یا نظر بآن علی تفاق و ست
در جآتیهم خاصاً فرادست. ذلک فضل الله یؤتیہ من یشاء
والله ذو الفضل العظیم. و این درویش را خلعت قطبیت ارشاد، بعد از
ان وصول بآن مقام که مقام اقطاب است، از آن سرور دین و دنیا
عَبْدَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامَاتِ الْمُبَارَكَاتِ وَالتَّحِيَّاتِ الدَّائِمَاتِ
عنایت شد. و باین منصب سرفراز ساختند.

بعد از آن باز عنایت خداوندی جلّ شأنه و عملاً احسانه
شامل حال او گشت. و از آن جا متوجّه فوق ساخت. یک دفعه تا
باصل متمنّج برد و قلّے و لقاء را آنجا بپسرسد. چنانکه در مقامات سابقه،
و از آن جا بمقامات اصل ترقی از آن فرموده باصل الاصل رسانید.
درین عروج اخیر، که عروج در مقامات اصل است، مرد از روحانیت
حضرت غوث اعظم محی الدین شیخ عبدالقادر بود قدس الله تعالی بآتش
سره الاقدس، و بقوت تصرف از آن مقامات گذرانیده، باصل الاصل
و اصل گردانیدند. و از آن جا بعالم باز گردانیدند. چنانکه از هر مقامی
باز می گردانیدند. و این درویش را مایه نسبت فردیت که عروج
آخر مخصوص بآن ست، از پدیر بزرگوار خود حاصل شده بود. و
پدیر بزرگوار او را از عزیزے که جذبه قوی داشتند، و بخوار قی مشهور
بودند، بدست آمده. لیکن آن درویش بواسطه ضعف بصیرت
خویش و قلت ظهور آن نسبت آن نسبت را پیش از قطع منازل سلوک

۱۵۳ در خود نمی یافت. و اصلاً آن را معلوم خود نداشت. و نیز این درویش را در توفیق عبادات نافله خصوصاً ادا نئے صلوٰۃ نافله مددے از پدیر وے ست. و پدیر بزرگوار او را این سعادت از شیخ خود که در سلسلہ اچشتیہ بودہ اند حاصل شدہ بود۔

۱۵۴ و ایضاً این درویش را علوم لدنی از روحانیت حضرت خضر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و النجیۃ حاصل شدہ بود، لیکن تازمانے کہ از مقام قطاب نہ گذشتہ بود۔ اما بعد از عبور از آن مقام و حصول ترقیات در مقامات عالیہ اخذ علوم از حقیقت خود ست۔ و در خود بخود، از خود می یابد غیرے را مجال نماندہ است تا در میان درآید۔

و ایضاً آن درویش را در وقت نزول، کہ عبارت از سیر عن اللہ باندہ است، بمقامات مشائخ سلاسل دیگر ہم عبورے واقع شد۔ و از ہر مقام نصیبے وافر گرفت، و مشائخ آن مقام ممد و معاون کار او شدند۔ و از خلاصہ ہائے نسبت خویش نصیبے ارزانی داشتند۔ اول بمقام اکابر چشتیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم عبورے واقع شد۔ و از آن مقام حظے وافر نصیبے او گشت۔ و از آن مشائخ عظام روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین بيش از دیگران امداد فرمود۔ و الحق ایشان در آن مقام شان عظیم دارند، و رئیس آن مقام اند۔

بعد از آن بمقام اکابر کبرویہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم گذرے واقع شد۔ این ہر دو مقام باعتبار عروج برابر اند۔ لیکن این مقام، در وقت

نزول از فوق در جانبِ یمنِ آن شاهراه است، و مقامِ اولِ بجانبِ
 یسارِ آن صراطِ مستقیم - و این شاهراهِ راهیست که بعضی از اکابر
 اقطابِ ارشادِ ازاں راه بمقامِ فردیت می روند و بنهایتِ النهایة
 می رسند - افرادِ تنهار را راه دیگر است - بے قطیبت ازین راه نمی توان گذشت -
 گذشت - این مقام در میان مقامِ صفات و این شاهراه واقع شده است -
 کائناتِ برزخ است میان این دو مقام از هر دو جهت بهره و راست -
 و مقامِ اول در جانبِ دیگر ازاں شاهراه واقع شده است که بصفاتِ
 مناسبت کم دارد -

بعد ازاں بمقامِ اکابرِ سهروردیه که شیخ شهاب الدین رسی این
 طریق اند، قدس الله تعالی اسرارهم عبور واقع شد - آن مقام متجلی بنورِ
 اتباع سنت است علی مَصْدَرِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ
 و متزین ست بنورِ انیت مشاهده فوق الفوق - و توفیقِ عبادات
 رفیقِ آن مقام است - بعضی از سالکانِ نارسیده که بعباداتِ نافله
 مشغول اند، و بآن آرام دارند، نصیبِ ازاں مقام بواسطه مناسبت
 بآن مقام یافته اند - بالا صالتِ عباداتِ نافله مناسبِ آن مقام
 است - دیگران را از مبتدیان و غفیهان بواسطه مناسبت بآن
 مقام است - و آن مقام بس شگرف است - آن نورانیت که درین مقام
 مشهود می شود در مقاماتِ دیگر کم است - و مشایخِ این مقام بواسطه کمالِ
 اتباعِ عظیم الشان و رفیع القدر اند، در امتیازِ تمامِ اشیاء

از شیخ شهاب الدین رسی این طریق اند

دارند آنچه ایشان را درین مقام میسر شده است در مقامات دیگر اگر چه باعتبار عروج فوق اند میسر نیست.

بعد ازاں بمقام جذبہ فرود آوردند. و این مقام جامع مقامات جذباتی بے اندازه است. ازاں جا نیز فرود آوردند. نهایت مراتب نزول تا مقام قلب است که حقیقت جامعہ است. و ارشاد و تکمیل بفرود آوردن باین مقام تعلق دارد. درین مقام فرود آوردند. پیش ازاں که درین مقام تمکین پیدا شود، باز عروج واقع شد. این زمان اصل رانیز در رنگِ ظل و آگداشت. ازیں عروج که در مقام قلب واقع شد تمکین پیوست و السلام.

۳- منہا قطب ارشاد که جامع کمالاتِ فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود است. و بعد از قرون بسیار و از منہ بے شمار این قسم گوهری بظهور می آید و عالمِ ظلمانی از نورِ ظهور و نورانی می گردد و نورِ ارشاد و هدایت او شامل تمام عالم است. از محیطِ عرش تا مرکزِ فرش هر کس را که رشد و هدایت و ایمان و معرفت حاصل می شود از راه او می آید و از او مستفاد می گردد، بے توسط او هیچ کس باین دولت نمی رسد. مثلاً نورِ هدایت او در رنگِ دریائے محیط تمام عالم را فرا گرفته است. و آن دریا گو یا منجمد است که اصلاً حرکت ندارد. شخصی که متوجه آن بزرگ است و با و اخلاص دارد، یا آنکه آن بزرگ متوجه حال طالب بے شده، در وقت توجه گو یا روزی در دل طالب کشاده می شود.

و از آن راه بقدر توجه و اخلاص از آن دریا سیراب می گردد. و همچنین
 شخصی که متوجه ذکر الهی است جلّ شأنه، و بآں عزیزاً صلاً متوجه نیست
 نه از انکار، بلکه او را نمی شناسد. همین قسم افاده آن جا هم حاصل می شود.
 ولیکن در صورت اولی بیشتر از صورت ثانی است.

اما شخصی که متکبر آن بزرگ است، یا آن بزرگ از او دربارست،
 هر چند بذکر الهی تعالی و تقدس مشغول است، اما از حقیقت رشد و
 هدایت محروم است. همان انکار او سبب فیض او می گردد، بے آنکه آن
 عزیز متوجه عدم افاده او شود و قصد ضرر او نماید. حقیقت هدایت از وی
 مفقودست، صورت رشدست و صورت بے معنی قلیل النفع است. و
 جماعتی که اخلاص و محبت بآں عزیز دارند، هر چند از توجه مذکور و ذکر الهی ناچارند
 تعالی شأنه خالی باشند، نیز ایشان را بواسطه مجرد محبت، نور رشد و هدایت
 می رسد. وَالسَّلَامُ عَلَی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى -

۳- منها درے کہ اول بایں درویش کشادند ذوق یافت
 بودند یافت، و ثانیاً یافت میسر شد و ذوق یافت مفقود گشت. و
 ثالثاً یافت نیز در رنگ ذوق یافت مفقود شد. قَالِحَالَةُ الثَّانِيَةِ
 حَالَةُ الْكَمَالِ وَالْوُصُولِ إِلَى دَرَجَةِ الْوَلَايَةِ الْخَاصَّةِ - وَالْمَقَامُ
 الثَّالِثُ مَقَامُ التَّكْمِيلِ وَالرُّجُوعِ إِلَى الْخَلْقِ لِلدَّعْوَةِ - وَالْحَالَةُ
 السَّابِقَةُ كَمَا لَفِي فِي جِهَةِ التَّحْدِيثِ فَقَطْ - فَإِذَا انْضَمَّ إِلَيْهَا الْخَلْقُ
 السَّائِلُونَ وَتَمَّ حَصْلَتُ الْحَالَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ الثَّالِثَةِ - وَلَيْسَ

لِلْمَجْدُ وَبِالْمُجَرَّدِ عَنِ الشُّلُوكِ مِنَ الْحَالَةِ الثَّانِيَةِ وَالثَّالِثَةِ
نَصِيبٌ أَصْلًا - فَأَكْمِلُ الْمَكْمِلَ هُوَ الْمَجْدُ وَبِالسَّالِكِ ثُمَّ
السَّالِكِ الْمَجْدُ وَبِوَمَا سِوَاهُمَا فَلَيْسَ بِكَامِلٍ وَلَا مَكْمِلٍ أَصْلًا
فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَاصِرِينَ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ الْبَشَرِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْأَطْهَرِ

۴ - منها این درویش، در او خرمایه ربیع الآخر، بخدمت

عزیزه که از خلفائے این خانوادہ بزرگ بودند، مشرف گشت. و طریقه

این بزرگواران را اخذ نموده در منتصف شهر رجب، ہماں سال

بمحضر نقشبندیہ کہ در آن موطن اندراج نہایہ در بدایت ست مستعد

گشت. و آن عزیز فرمود کہ نسبت نقشبندیہ عبارت ازین حضور است.

و بعد از ده سال کامل و چند ماہ در نصف اول ماہ ذی القعدہ، آن

نہایتی کہ در بدایت از پس چندین پردہ ہائے ہدایات و اواسط جلوہ گر

شدہ بود، خرقہ رو پوش نموده، متجلی گشت و یقین پیوست. کہ در بدایت

صورته بود ازین اسم، و شبکہ بود ازین پیکر، و اسم بود ازین مسمی، شَتَّان

مَا بَيْنَهُمَا - حقیقت کار این جا منکشف شد و سیر معاملہ این جا آشکارا

گشت. مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَذَرْ - وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ

الْأَنَامِ وَآلِهِ الْكَرَامِ وَاصْحَابِهِ الْعِظَامِ -

۵ - منها وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ - این درویش

روزے در حلقہ یاران خود نشسته بود، و نظر بر خرابیہائے خود داشت.

لہ بفتحین کالبد و جسم جمع آن اشباح -

و این نظر غالب آمده بود بحدی که خود را بے مناسبت تام بایں وضع ^{ناجائز} می یافت. درین اثنا بحکم «مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ» این دُور افتاده را از خاکِ مذلت برداشتند. و این ندادن سر و در دادند. که «عَفَرْتُ لَكَ وَلَيْمَنْ تَوَسَّلَ إِلَيَّ بِوَاسِطَةٍ أَوْ بِخَيْرٍ وَاسِطَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ» و بتکرار بایں معنی تواضعتند، بحدی که گنجائش ریب نماند. وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ وَ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَ يُرْضَى. وَ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ كَمَا يُحِبُّ. بعد از این بافتائے این واقعه مامور ساختند

اگر پادشاه بر در پیر زن
بیاید تو ای خواجه سُبُلْتُ نَكْنَ
إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ.

۶. منها سیر الی الله، عبارت از سیر تا اسمی است از اسمائے الهی جلّ شأنه که مبدأ تعین سالک است. و سیر فی الله عبارت از سیر در اسم است. اِلَى أَنْ يَنْتَهِيَ إِلَى حَضْرَةِ الذَّاتِ الْاَحَدِيَّةِ الْمُتَجَرِّدَةِ عَنْ اِعْتِبَارِ الْأَسْمَاءِ وَ الصِّفَاتِ وَ الشُّيُونِ وَ اِلَا عِتْبَارَاتِ. و این تفسیر بر تقدیرے راست آید که مراد از اسم مبارک الله مرتبه و جوب داشته شود که مستجمع اسماء و صفات است. اما اگر مراد از اسم مبارک الله ذات بحت بوده باشد پس سیر فی الله بمعنی مذکور داخل سیر الی الله باشد. و سیر فی الله

اصلا برین تقدیر متحقق نشود - چه این سیر که در ذات بخت است و نقطه نهایت نهایت متصور نیست
و بعد از رسیدن بآن نقطه بے توقف رجوع بعالم است که معبر بسیر
عن الله باشد است - این معرفت است که مخصوص بواصلان نهایت نهایت
است - غیر این درویش از اولیاء الله هیچ کس باین معرفت تکلم نه کرده
است - **اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ - وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ -**

۷ - **منها در شیر کمالات ولایت اقسام متفاوت اند -** جمعی
باشند که استعداد حصول یک درجه از درجات ولایت دارند - و بعضی
دیگر استعداد دو درجه دارند - و طائفه را استعداد سه درجه است - و گروهی
را قابلیت چهار درجه - و احادیث باشند که مستعد پنج درجه باشند - و هُمُ
الْأَقْلُونَ - حصول درجه اولی از این درجات پنجگانه وابسته بتجلی افعال
است - و درجه ثانی منوط بتجلی صفات - و درجات ثلثه اخیره ، مربوط
بتجلیات ذاتیه علی تفاوت درجتها - اکثری از یاران این درویش
مناسبت بدرجه ثالثه دارند از درجات مذکوره - و قلیلان مناسبت
بدرجه رابعه ، و اقلان مناسبت بدرجه خامسه ، که نهایت درجات
ولایت است - و کمالیکه نزد این درویش معتبر است ماورائے این
درجات است - بعد از زمان اصحاب کرام رضوان الله تعالی علیهم
۹ **اجمعین این کمال ظهور نیافته است که فوقی کمال جذبه و سلوک است -**
فردا انشاء الله تعالی این کمال در حضرت مهدی ظهور خواهد یافت -

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ الْبَرِيَّةِ -

۸ - منها واصلانِ نهایتِ النہایت را، در وقت رجوع قہقری،

نزول باسفلِ غایاتِ ست - و مصداقِ وصولِ نہایتِ النہایت، ہمیں

نزولِ غایتِ الغایتِ است - و چون نزولِ بایں خصوصیت واقع می شود

صاحبِ رجوع بکلیتہ خود متوجہ عالمِ اسباب می گردد - نہ آنکہ بعض او

متوجہ جنابِ حقِ ست سبحانہ، و بعض دیگر متوجہ خلق، کہ ایں علامت

عدمِ وصولِ است بنہایتِ النہایت، و عدمِ نزولِ ست بغایتِ الغایت -

غَايَةُ مَا فِي الْبَابِ، در وقتِ ادائے نماز کہ معراجِ مومنِ ست،

لطائفِ صاحبِ رجوع را توجہِ خاصِ بجنابِ قدسِ جلِّ سلطانہ

می افتد، و تا ادائے نماز می ایستد، بعد از فراغِ نماز باز بکلیتہ متوجہ

خلق می گردد - لیکن در وقتِ ادائے فرائض و سنن لطائفِ ستہ

متوجہ جنابِ قدس می گردند، و در وقتِ ادائے نوافل اطمینان

ایں لطائفِ متوجہ اند فقط - حدیثِ بی مع اللہ و قُتْ تَوَانِدُ بُوَد

کہ اشارتِ بایں وقتِ خاص باشد کہ مخصوص بہ نماز است، و قرینہ

بر تعینِ ایں اشارت حدیثِ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ تَوَانِدُ بُوَد - و علاوہ

ایں قرینہ کشفِ صحیح است و الہامِ صریح - ایں معرفت از معارفِ

مخصوصہ ایں درویش است - مشارحِ ایں کمال را در جمع بین التوجہین

دانستہ اند - وَاَلَا فَرُّ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالْزَمَ

مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ آمَنُهَا وَأَمَلُهَا -

غَايَةُ مَا فِي الْبَابِ

مخصوصہ ایں درویش

۹. منها مشایخ فرموده اند که مشاهده اهل الله بعد از وصول بمرتبه ولایت در انفس است. مشاهده آفاقی که در سیرالی الله در اثنائے راه میسر شده بود معتبر نیست. و آنچه برای درویش منکشف گردانیده اند، آن است که مشاهده در انفس نیز در رنگ مشاهده در آفاق معتبر نیست. آن مشاهده نه مشاهده حقیقت حق است بجان. او تعالیٰ بے چون و بے چگونه است. در آئینه چوں گنجانش ندارد، چه آئینه آفاق و چه آئینه انفس. او سبحانه نه داخل عالم است نه خارج، نه متصل است به عالم و نه منفصل از عالم، شهود و رؤیت او تعالیٰ نیز نه در عالم است و نه در خارج عالم، نه اتصال به عالم دارد و نه انفصال از عالم، لهذا رویت اخروی را بلا کیف گفته اند از حیطة عقل و وهم خارج است. در دنیا این برتر از خواص ان خواص منکشف گردانیده اند. هر چند رویت نیست کالرویت است. این دولت عظمیٰ است که بعد از زبان اصحاب رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین، کم کسے باین دولت مستعد گشته است. هر چند این سخن امروز مستبعد می نماید و مقبول اکثرے نمی گردد. اما اظهار نعمت عظمیٰ می نماید. کونه اندیشاں قبول کنند یا نه. و این نسبت باین خصوصیت فردا در حضرت مهدی ظهور خواهد یافت.

إِشَاءَ اللَّهِ تَعَالَى وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفَى صَلَوَاتُ اللَّهِ تَعَالَى وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَ

أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ -

۱۰۔ منہا چوں طالبے پیش شیخے بیاید، باید کہ شیخ اورا ^{بجای} اول استخاره فرماید از سه استخاره تا هفت استخاره تکرار نماید بعد از استخاره اگر تذبذب در طالب پیدا شد شروع در کار او نماید۔ اول اورا طریق توبہ تعلیم دہد و دو رکعت نماز توبہ گزاردن فرماید کہ بے حصول توبہ درین راہ قدم زدن سودمند نیست۔ اما باید کہ در حصول توبہ بقدر اجمال اکتفا نماید۔ و تفصیل آنرا بمرور ایام حوالہ کند کہ ہم درین اوان ^{۱۱} بسیار قاصراند۔ اگر اول تکلیف تحصیل تفصیل توبہ کردہ شود ناچار حصول آن مدت طلبد۔ شاید درین مدت فتورے در طلب او رود و از مطلب بازماند، بلکہ توبہ را ہم سراسر انجام نہ دہد۔ بعد از اں طریقے کہ مناسب استعداد طالب است تعلیم نماید و ذکرے کہ بلا یتم قابلیت اوست تلقین فرماید۔ و توجہ بکار او در کار دارد۔ و التفات بحال او مرعی نماید۔ و آداب و شرائط راہ را با و بیان سازد۔ و در متابعت کتاب و سنت و آثار سلف صاحبین ترغیب فرماید و وصول مطلوب را بے این متابعت محال داناند۔ و اعلام نماید کہ کثوف و وقائع کہ سرموئے مخالفت بکتاب و ^{۱۲} سنت داشته باشد اعتبار نکند، بلکہ مستغفر باشد۔ و بیصمیم عقائد مقتضائے آراء فرقه ناجیہ اہل سنت و جماعت نصیحت نماید۔ و تعلیم احکام فقہیہ ضروریہ و عمل بموجب آں علم تاکید فرماید کہ طیران درین راہ بے این دو خلیع اعتقادی و علمی بیسر نیست۔ و تاکید نماید کہ در لقمہ محرم و مشتبہ احتیاط را نیک مرعی دارد، و ہر چہ یابد بخورد، و از ہر جا کہ بیاید ^{۱۳}

تناول نه نماید، تا فتویٰ شریعت غرادرین باب درست نکند. باجمله
در جمیع امور کریمه ما اثمکم الی رسول فخذوه و ما نهکم عنه فائتقوا
و انصب عین خود سازد. حال طالبان از دو امر خالی نیست، یا از اهل
کشف و معرفت اند یا از ارباب جهل و حیرت. اما بعد از طے منازل در رفع
حجب هر دو طائفه واصل اند. در نفس وصول مزیت نیست یکے را
بر دیگرے، چنانکه در شخص بعد از طے منازل بعیده بکعبه می رسند
یکے منازل راه را تماشا کرده رفت و بتفصیل هر کدام از منازل را بقدر
استعداد و خود دانسته رسید. و دیگرے از منازل راه چشم دوخته رفت، و
بتفصیل اطلاع نیافته، بکعبه رسیده. هر دو شخص در نفس وصول بکعبه
مساوی اند، هیچ کدام را زیادت نیست درین وصول بر دیگرے،
اگرچه در معرفت منازل راه متفاوت افتاده اند. و بعد از رسیدن
بمطلوب هر دو را جهل لازم است. لکن المعْرِفَةُ فِي ذَاتِ اللَّهِ تَعَالَى
جَهْلٌ وَ عَجْزٌ عَنِ الْمَعْرِفَةِ. باید دانست که قطع منازل سلوک عبارت
از طے مقامات عشره است. و طے مقامات عشره منوط باین تجلیات
ثلثه است تجلی افعال و تجلی صفات و تجلی ذات. و این مقامات
غیر از مقام رضا همه وابسته بتجلی افعال و تجلی صفات اند، و مقام رضا
منوط بتجلی ذات است، تَعَالَى وَ تَقَدَّسَ، و بحسب ذاتیه که مستلزم
مساوات ایلایم محبوب است بانعام او نسبت بحسب. پس لاجرم
رضا متحقق شود و کرا هست برخیزد. و همچنین بلوغ این جمیع مقامات

بحد کمال، در وقت حصول تجلی ذاتی است که فنائے اتم وابستہ بآنست۔

اما حصول نفس مقامات تسعة در تجلی افعال و تجلی صفات است۔

مثلاً ہر گاہ قدرت اور اسبحانہ بر خود و بر جمیع اشیا مشاہدہ نماید، بے اختیار اختیار بتوبہ و انابت رجوع کند، و خائف و ترساں باشد، و در عشیوہ خود سازد، و بر تقدیرات او صبر پیش گیرد، و بے طاقتی بگذارد۔ و چون مولائے نعم اور ادا کند، و اعطا و منع از و شناسد، سبحانہ، ناچار در مقام شکر آید، و در توکل قدم راسخ نہد۔ و چون عطوفت و مہربانی متجلی شود در مقام رجا در آید، و چون عظمت و کبریائی او مشاہدہ نماید، و دنیائے دنی در نظر او خوار و بے اعتبار در آید، ناچار بے رغبتی در دنیا پیدا شود، و فقر اختیار کند، و زہد دین خود گیرد۔ اما باید دانست کہ حصول این مقامات بتفصیل و ترتیب مخصوص بسالک مجذوب است۔ و مجذوب سالک را طے این مقامات بسبیل اجمال است۔ چہ اور اعنایت از لی گرفتار محبتہ ساختہ است، کہ بتفصیل آہنائی تواند پرداخت۔ در ضمن آن محبت زبدہ این مقامات، و خلاصہ این منازل، بروجہ اتم اورا حاصل ست۔ کہ صاحب تفصیل را پسر نشدہ است۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتْبَعَ الْهُدٰی۔

۱۱۔ منہا طالب را باید کہ اہتمام در نفی آلہ باطلہ آفاقی و انفسی نماید، و در جانب اثبات معبود حق، ہر چہ در حوصلہ فہم و ہم اور آید، آنرا نیز در تحت نفی داخل سازد، و اکتفا بوجودیت آن نماید۔ اگر چہ وجود را ہم در آن موطن گنجائش نیست۔ ماورائے

وجود باید طلبید. علمائے اہل سنت زیبا گفته اند کہ وجود واجب تعالیٰ
 زائد است بر ذات او سبحانه۔ وجود را عین ذات گفتن، و ورای
 وجود، امر دیگر اثبات ناکردن، از قصور نظر است۔ قَالَ الشَّيْخُ
 عَلَاءُ الدَّوْلَةِ "قَوِّيَ عَالِمًا لَوْ جُودِ عَالَمًا لِمَلِكِ الْوَدُودِ" ایں درویش
 را، چون از عالم وجود بالا گذرانیدند تا چند گاہ کہ مغلوب حال بود
 خود را از روی علم تقلیدی از اہل اسلام می شمرد۔ بالجملہ ہر چہ
 در حوصلہ ممکن در آید بطریق اولیٰ ممکن شاید۔ فَسُبْحَانَ مَنْ لَمْ
 يَجْعَلْ لِلْخَلْقِ إِلَيْهِ سَبِيلًا إِلَّا بِالْعِزِّ عَنْ مَعْرِفَتِهِ۔ گمان نکنند کہ
 ازین فنا فی اللہ و بقا باللہ ممکن واجب گردد۔ چہ آں محال است، و
 مستلزم قلب حقایق۔ پس چون ممکن واجب نگردد غیر از عجز از ادراک
 واجب تعالیٰ نصیب ممکن نباشد۔

عناقشکار کس نشود دام باز چیں ؟ کاینجا ہمیشہ باو بدست است دام را
 بلند ہمتی ہمیں طور مطلب را می خواہد کہ ہیچ از او بدست نیاید، و ہیچ
 نام و نشان از او پیدا نشود۔ جمعہ ہستند کہ مطلبی می خواہند کہ آں را
 عین خود یابند و قرب و معیت باو پیدا سازند۔

آں ایشانند من چنینم یارب والسلام

۱۲۔ منہا حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ

الاقدس فرمودہ اند کہ آیتہ ہر یک از مشائخ را دو جہت ست و آیتہ
 مرا شش جہت، مانا کہ ایں کلمہ قدسیہ را تا ایں زبان ہیچ یکے از خلفائے

این خانواده بزرگ بیان نکرده است، بلکه با اشاره و مرهم در آن
باب سخن نرانده. این حقیر قلیل البصاعته را چه رسد که در شرح آن
اقدام نماید و در کشف آن زبان کشاید. اما چون حضرت حق سبحانه و
تعالی بمحض فضل خویش سیر این معمّا را بر این حقیر بکشد، و حقیقت
آن کما یشغی و انمود، بخاطر ریخت که این دُر یکنون را به بنان بیان ^{۱۰۰} ۱۰۰
در سلک تحریر کشد، و بزبان ترجمان در حیز تقریر آرد. بعد از ادائے
استخاره شروع در آن باب نموده آمد. **وَالْمَسْئُولُ مِنَ اللَّهِ
سُبْحَانَهُ الْعِظَمَةُ وَالتَّوْفِيقُ** -

بایدر دانست که مراد از آئینه، قلب عارف است که برزخ است
بین الروح و النفس، و از دو جهت، جهت روح و جهت نفس مراد داشته اند.
پس مشایخ را در وقت وصول بمقام قلب هر دو جهت آن منکشف
می گردد، و علوم و معارف آن هر دو مقام که مناسب قلب است
فائض می شود. بخلاف طریقه که حضرت خواجه بآن ممتازند، و نهایت ^{۱۰۰} ۱۰۰
در آن موطن در برایت مندرج است، آئینه قلب را در آن طریق
شش جهت پیدا می شود. بیانش آن است که بر اکابر این طریقه علیه
منکشف گردانیده اند که هر چه در کلیت افراد انسانی ثابت است از
لطائف سه در قلب تنهائیز محقق است، از نفس و قلب و روح
و سِر و خفی و اخفی که از شش جهت این شش لطیفه مراد داشته اند.
پس سیر سایر مشایخ بر طایفه قلب است، و سیر این بزرگواران در باطن
۱۰۰ بنان، سرانگشت -

قلب. و یا این سیر باطن بطون آں می رسند، و علوم و معارف این
 هرشش لطیفه در مقام قلب منکشف می گردند، اما علومی که مناسب
 مقام قلب اند. این است بیان کلمه قدسیه حضرت خواجه قدس الله
 تعالی سره. این حقیر را درین مقام ببرکت این بزرگواران مزید بر مزید
 است، و تدقیق بعد تحقیق و بحکم کرمیه "وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ"
 رمز از آن مزید و اشارت از آن تدقیق می نماید. وَمِنْهُ سُبْحَانَهُ
 الْعِصْمَةُ وَالتَّوْفِيقُ.

بدانکه قلب قلب نیز متضمن لطائف است بر قیاس قلب.
 لیکن در قلب قلب بواسطه تنگی دائره یا سر دیگر دو لطیفه از لطائف
 سه مذکوره بطریق جزئیة ظاهری نمی شوند. لطیفه نفس و لطیفه اخفی.
 وَكَذَلِكَ الْحَالُ فِي الْقَلْبِ الَّذِي فِي الْمَرْتَبَةِ الثَّالِثَةِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُظْهَرُ
 فِيهَا اخْفِئُ أَيْضًا وَكَذَلِكَ الْحَالُ فِي الْقَلْبِ الَّذِي فِي الْمَرْتَبَةِ الرَّابِعَةِ
 إِلَّا أَنَّهُ لَا يُظْهَرُ فِيهِ السِّرُّ أَيْضًا مَعَ ظُهُورِ الْقَلْبِ وَالرُّوحِ فِيهِ وَ
 فِي الْمَرْتَبَةِ الْخَامِسَةِ لَا يُظْهَرُ الرُّوحُ فِيهِ أَيْضًا فَمَا بَقِيَ إِلَّا الْقَلْبُ
 قَعُصٌ وَبَسِيطٌ صَرُوفٌ لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ شَيْءٌ أَصْلًا.

وَمِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُعْلَمَ هَهُنَا مِنْ بَعْضِ الْمَعَارِفِ الْعَالِيَةِ
 لِيَتَوَسَّلَ بِهِ إِلَى مَا هُوَ هَايَةَ النِّهَايَةِ وَغَايَةُ الْغَايَةِ فَأَقُولُ بِتَوْفِيقِ
 اللَّهِ سُبْحَانَهُ إِنَّ جَمِيعَ مَا ظَهَرَ فِي الْعَالَمِ الْكَبِيرِ تَفْصِيلًا فَهُوَ ظَاهِرٌ
 فِي الْعَالَمِ الصَّغِيرِ أَجْمَالًا. وَنَعْنِي بِالْعَالَمِ الصَّغِيرِ الْإِنْسَانَ فَإِذَا

صَقِلَ الْعَالَمُ الصَّغِيرُ وَتَوَرَّظَ فِيهِ بِطَرِيقِ الْمُرَاتِبَةِ جَمِيعُ مَا
فِي الْعَالَمِ الْكَبِيرِ تَفْصِيلًا إِلَّا تَدَايَا الصِّقَالَةَ وَالتَّوَرُّقَ دَاثِمًا ^{١٤} تَسَعًا
وَعَاوُهُ فَرَكَالَ حُكْمٍ صَغِيرَةٍ. وَكَذَا الْحَالُ فِي الْقَلْبِ الَّذِي نُسَبَتْهُ
مَعَ الْعَالَمِ الصَّغِيرِ كِنِسَبَةِ الْعَالَمِ الصَّغِيرِ مَعَ الْعَالَمِ الْكَبِيرِ مِنَ
الْأَجْمَالِ وَالتَّفْصِيلِ. فَإِذَا صُقِلَ الْعَالَمُ الْأَصْغَرُ الَّذِي هُوَ عَالَمُ
الْقَلْبِ وَدُسَّتِ الظُّلُمَةُ الطَّارِيَةُ عَلَيْهِ ظَهَرَ فِيهِ بِطَرِيقِ الْمُرَاتِبَةِ ^{١٥} أَيْضًا مَا فِي
الْعَالَمِ الصَّغِيرِ تَفْصِيلًا. وَهَكَذَا الْحَالُ فِي قَلْبِ
الْقَلْبِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْقَلْبِ مِنَ الْأَجْمَالِ وَالتَّفْصِيلِ وَظَهَرَ
التَّفْصِيلُ فِيهِ بَعْدَ أَنْ كَانَ مُجْمَلًا بِسَبَبِ التَّصْفِيَةِ وَالتَّوَرُّانِيَّةِ
وَعَلَى هَذَا الْقِيَاسِ الْقَلْبُ الَّذِي فِي الْمُرْتَبَةِ الثَّالِثَةِ وَالْقَلْبُ
الَّذِي فِي الْمُرْتَبَةِ الرَّابِعَةِ فِي الْأَجْمَالِ وَالتَّفْصِيلِ وَظَهَرَ التَّفْصِيلُ
الَّذِي فِي الْمُرَاتِبِ السَّابِقَةِ فِيهِمَا بِسَبَبِ الصِّقَالَةِ وَالتَّوَرُّانِيَّةِ.
وَكَذَا الْقَلْبُ الَّذِي فِي الْمُرْتَبَةِ الْخَامِسَةِ فَإِنَّهُ مَعَ بَسَاطَتِهِ وَ
عَدَمِ إَعْتِبَارِ شَيْءٍ فِيهِ يَظْهَرُ فِيهِ بَعْدَ التَّصْفِيَةِ الْكَامِلَةِ مَا ظَهَرَ
فِي جَمِيعِ الْعَوَالِمِ مِنَ الْعَالَمِ الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَالْأَصْغَرِ وَمَا بَعْدَ هَذَا
مِنَ الْعَوَالِمِ كَمَا مَرَّ. فَهُوَ الصَّيْقُ الْأَوْسَعُ وَالْبَسِيطُ الْأَبْسَطُ وَالْأَقْلُ
الْأَكْثَرُ مَا خُلِقَ شَيْءٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ بِهَذِهِ الصِّفَةِ وَمَا وَجَدَ أَحَدٌ ^{١٦} مِنْهَا
أَشَدَّ مَنَاسِبَةً بِصَانِعِهِ تَعَالَى وَتَقَدَّسَ مِنْ هَذِهِ اللَّطِيفَةِ الْبَدِيعَةِ
فَلَا جَرَمَ يَظْهَرُ فِيهِ مِنْ عَجَائِبِ آيَاتِ صَانِعِهِ مُبْتَحَانَةٌ مَا لَا يَظْهَرُ

فِي أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ. وَلِذَا قَالَ تَعَالَى فِي الْحَدِيثِ لَا يَسْعَى أَرْضِي وَلَا
 سَمَائِي وَلَكِنْ يَسْعَى قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ. وَالْعَالَمُ الْكَبِيرُ وَلَنْ كَانَ
 أَوْسَعَ الْمَرَايَا لِلظُّهُورِ إِلَّا أَنَّهُ لِكَثْرَتِهِ وَتَفْصِيلِهِ لَا مَنَاسِبَةَ لَهُ
 مَعَ مَنْ لَا كَثْرَةَ فِيهِ أَصْلًا وَلَا تَفْصِيلَ فِيهِ رَأْسًا وَآخِرًا لِلْمَنَاسِبَةِ
 هُوَ الصِّقُّ الْأَوْسَعُ وَالْبَسِيطُ الْأَبْسَطُ وَالْأَقْلُّ الْأَكْثَرُ كَمَا لَا يَحْفَى
 فَإِذَا بَلَغَ الْعَارِفُ الْأَتَمَّ مَعْرِفَةً وَالْأَكْمَلَ شُهُودًا هَذَا الْمَقَامَ
 الْعَزِيزُ وَجُودُهُ وَالشَّرِيفُ رُسُوبُهُ بِصَيْرِ ذَلِكَ الْعَارِفُ قَلْبًا
 لِلْعَوَالِمِ كُلِّهَا وَالظُّهُورَاتِ جَمِيعِهَا وَهُوَ الْمُتَحَقِّقُ بِأُولَئِكَ
 الْمُحَمَّدِيَّةِ وَالْمُشْرِفُ بِالْأَسْمَاءِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ عَلَى صَاحِبِهَا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالنَّبِيَّةُ.

فَالْأَقْطَابُ وَالْأَوْتَادُ وَالْأَبْدَالُ دَاخِلُونَ تَحْتَ دَائِرَةِ
 وَهَيْتِهِ وَالْآخِرَادُ وَالْأَحَادُ وَسَائِرُ فِرْقِ الْأَوْلِيَاءِ مُنْذَرِجُونَ
 تَحْتَ أَوَارِيقِ هَيْتِهِ هُوَ النَّائِبُ مَنَابِ رَسُولِ اللَّهِ وَالْمُهْدِي
 بِهَدْيِ حَبِيبِ اللَّهِ. وَهَذِهِ النِّسْبَةُ الشَّرِيفَةُ الْعَزِيزُ وَجُودُهَا
 مَقْصُوصَةٌ بِأَحَدِ الْمُرَادِينَ وَلَيْسَ لِلْمُرِيدِينَ مِنْ هَذَا الْكَمَالِ
 نَصِيبٌ. هَذَا هُوَ الزَّهَائِيَّةُ الْعُظْمَى وَالْغَايَةُ الْقُصْوَى لَيْسَ ثَوَقُهُ
 كَمَالًا وَلَا أَكْرَمُ مِنْهُ نَوَالٌ لَوْ وَجِدَ بَعْدَ أُلُوفِ سَنَةٍ مِثْلُ هَذَا
 الْعَارِفِ لَا غَتَفَ وَيَسِيرُ بِرُكْنِهِ إِلَى مَدَدِ مَدِيدَةٍ وَأَجَالٍ
 مُتَبَاعِدَةٍ وَهُوَ الَّذِي كَلَامُهُ دَوَاءٌ وَنُظْرُهُ شِفَاءٌ وَحَضْرَتُ الْمُهْدِي

سَيُوجَدُ عَلَى هَذِهِ التَّسْبِئَةِ الشَّرِيفَةِ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْخَيْرَةُ ذَلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

وَحُصُولُ هَذِهِ الدَّوْلَةِ الْقُصْوَى مَنْوُوطٌ بِإِثْمَامٍ طَرِيقِي
السُّلُوكِ وَالْمُجَذَّبَةِ تَفْصِيلًا مَرْتَبَةً بَعْدَ مَرْتَبَةٍ وَالْكَمَالِ سَقَامِ
الْفَنَاءِ الْآتِمِ وَالْبَقَاءِ الْأَكْمَلِ دَرَجَةً بَعْدَ دَرَجَةٍ وَهَذَا الْإِتْيَاسُ
الْأَبْكَمَالِ مُتَابَعَةُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَحَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ عَلَيْهِ
وَعَلَى آلِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ أَكْمَلُهَا
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَنَا مِنْ مُتَابِعِيهِ وَالْمَسْئُولُ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ
كَمَالُ مُتَابِعِيهِ وَالتَّيَّابُ عَلَيْهِ وَالْإِسْتِقَامَةُ عَلَى شَرِيعَتِهِ وَيَرْحَمُ
اللَّهُ عَبْدًا أَقَالَ أَمِينًا وَهَذِهِ الْمَعَارِفُ مِنَ الْأَسْرَارِ الدَّقِيقَةِ وَ
الرُّمُوزِ الْخَفِيَّةِ مَا تَكَلَّمَ بِهَا أَحَدٌ مِنْ أَكْبَرِ الْأَوْلِيَاءِ وَمَا أَشَارَ إِلَيْهَا
وَاحِدٌ مِنْ أَعَاظِمِ الْأَصْفِيَاءِ إِسْتَأْثَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ هَذَا الْعَبْدَ بِهَذِهِ
الْأَسْرَارِ وَأَفْشَاهَا بِصَدَقَةِ حَبِيبِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَوَاتِ وَ
التَّسْلِيمَاتِ وَلِنِعْمَ مَا قَالِ فِي الشَّعْرِ الْفَارِسِيِّ

اگر پادشاه بر در پر زدن بیاید تو ای خواجه بملت مکن

لَيْسَ قَبُولُهُ تَعَالَى مُعَلَّلًا بِشَيْءٍ وَلَا مُسَبَّبًا بِسَبَبٍ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ
وَيُحْكَمُ مَا يُرِيدُ. وَاللَّهُ يُخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ
الْعَظِيمِ. وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ أَفْ

وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى

عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ. وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ وَالْزَمَ مَتَابَعَةَ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

۳۱۔ منہا روح از عالم بے چونی است، پس لامکانیت اور لا متحقق باشد۔ ہر چند بے چونی او نسبت بمرتبہ و جوب تعالت و تقدست عین چون ست۔ و لامکانیت او نظریہ لامکانی حقیقی جل سلطانہ عین مکانیت۔ گویا عالم ارواح برزخ است در میان آں عالم و مرتبہ بے چونی، پس ہر دو رنگ دارد۔ ناچار عالم چون اورا بچون می داند، و نظر بمرتبہ بے چونی عین چون ست، و ایں نسبت برزخیت اورا باعتبار فطرت اصلی اوست۔

اما بعد از تعلق بایں بدن عنصری و گرفتاری بایں سیکل ظلمانی او از برزخیت برآمدہ است، و بنہام بعالم چون فرود آمدہ، و رنگ بچونی از وی متواری گشتہ مثل او مثل ہاروت ماروت است کہ بواسطہ بعضی حکم و مصالح ارواح ملائکہ بحضیض بشریت فرود آمدہ اند۔ چنانچہ گفتہ اند پس اگر رعایت خداوندی جل شانہ و تسکینی نماید و ایں سفر رجوع واقع شود۔ و ازیں تنزل عروج فرماید نفس ظلمانی و بدن عنصری نیز بتتابعیت او عروج خواهند نمود، و طے منازل خواهند فرمود۔ دیں ضمن آنچہ مقصود از تعلق روح و تنزل اوست بظہور خواهد آمد، و امارہ باطمینان خواهد پیوست۔ و ظلمانی بنورانی مبدل خواهد گشت۔ و چون روح ایں سفر را تمام کند و آنچہ مقصود از

نزول بود با انجام رساندن برزخیت اصلی خواهد رسید. و نهایت در رجوع
به هدایت خواهد یافت، و چون قلب از عالم ارواح است، نیز در برزخیت
توطن خواهد نمود، و نفس مطمئنه که رنگی از عالم امر دارد چه او برزخ است
میان قلب و بدن نیز هما نجا اقامت خواهد نمود، و بدن عنصری که مرکب
از عناصر اربعه است بعالم کون و مکان استقرار خواهد یافت،
و بطاعت و عبادت خواهد پرداخت. بعد از این اگر سرکشی و مخالفت واقع
شود فی الجمله مشوب بطبایع عناصر خواهد بود، مثلاً جزویناری که
بالذات سرکش و مخالفت طلب است در رنگ ابلیس لعین ندائے
أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خواهد برآورد، و نفس مطمئنه از سرکشی باز مانده است
چه او از حق جل سلطان راضی گشته، و حق سبحانه از او راضی و مرضی گشته، و سرکشی
از راضی و مرضی متصور نیست. اگر سرکشی است از قالب است. مانا که
سَيِّدُ الْبَشَرِ عَلَيْهِ وَعَلَى الْإِلَهِ الصَّلَوَاتُ وَالسَّلَامَاتُ آمَنَّا وَآمَنَّا
تعبیر بجهاد اکبر این سرکشی ابلیسی فرموده باشند که نشانه آن جزو قالبی
است. و آنکه فرموده اند «أَسْلَمَ شَيْطَانِي» مراد از آن یا شیطان
آفاق است که قرن اوست علیه الصلوة والسلام، و مراد این جا
شیطان انفسی است، هر چند صولت این شیطان نیز شکسته است و از
تَرَدُّد باز مانده، أَمَّا بِالذَّاتِ لَا يَتَّقُكَ عَنِ الذَّاتِ ع
سیاهی از حبشی که رود که خود رنگ است

و یا مراد از آن شیطان انفسی است. و اسلام آن مستلزم اتقائی سرکشی

انجا مخالفت است بین عالم الامر و عالم الفناء

چون

بالکلیه نیست؛ با وجود اسلام - اگر ترک عزیمت خواهد و مرکب رخصت گردد
 - جائز است، و اگر صغیره بوجود آید که در آن حسنه نباشد هم گنجایش دارد.
 بلکه حسنه ابرار که نزد مقربان سیئه است نیز ازین قبیل است. این همه اقسام
 سرکشی است و این بقائے سرکشی از روی ازبیلئے اصلاح و ترقی اوست -
 چه بعد از حصول این امور که نهایت نقص در آن بحصول ترک اولی است -
 آن قدر ندامت و پشیمانی و توبه و استغفار دست می دهد، که موجب
 ترقیات بے نهایت می گردد - و چون بدن عنصری در مقرر خود استقرار
 یافت، بعد از مفارقت لطائف ست و عروج آنها در عالم امر سر آینه
 خلیفه آنها درین عالم همیں بدن خواهد ماند و کار همه آنها خواهد کرد -
 بعد ازین اگر الهام است بر همیں مضغه است، که خلیفه حقیقت
 جامعه قلبیه است، و آنچه در حدیث نبوی علیه الصلوٰۃ والسلام
 آمده است "مَنْ أَخْلَصَ لِلَّهِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ظَهَرَ لَهُ يَمَنًا بِمِيعِ
 الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ" مراد ازین قلب "وَاللَّهُ سَجَانُهُ اعْلَمُ"
 همیں مضغه است - و در احادیث دیگر این مراد متعین است، کَمَا
 قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ كَيْفَ تَأْتِي قَلْبِي عَرُوضُ
 غَيْنٍ بِمُضْغَةٍ اسْتَثْنَى بِحَقِيقَةِ جَامِعِهِ، که او بکلیه از غین برآوده است،
 و در احادیث دیگر آمده از تَقَلُّبِ قَلْبٍ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ أَصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ الْخَمْسِ
 وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ كَرِثِيَّةٍ فِي أَرْضٍ فَلَا يَمُوتُ

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اللَّهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى طَاعَتِكَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ وَعَدَمُ الثَّبَاتِ ثَابِتٌ لِهَذِهِ الْمُضْغَةِ لِأَنَّ الْحَقِيقَةَ الْجَامِعَةَ
 لَا تَقْلِبُ لَهَا أَصْلًا بَلْ هِيَ مُطْمَئِنَّةٌ رَاسِخَةٌ عَلَى الْإِطْمِينَانِ
 وَالْخَلِيلِ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَيْثُ طَلَبَ الْإِطْمِينَانِ
 الْقَلْبُ أَرَادَ بِهِ الْمُضْغَةَ لَا غَيْرَ لِأَنَّ قَلْبَهُ الْحَقِيقِيَّ قَدْ كَانَ عَلَى
 مُطْمَئِنَّةٍ لَا رَيْبَ بَلْ نَفْسُهُ أَيْضًا كَانَتْ مُطْمَئِنَّةً بِسِيَاسَةِ قَلْبِهِ
 الْحَقِيقِيِّ. قَالَ صَاحِبُ الْعَوَارِفِ قَدْ سَرَّهَ إِنَّ الْإِلَهَامَ صِفَةُ
 النَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ الَّتِي عَرَجَتْ فِي مَقَامِ الْقَلْبِ وَلِأَنَّ التَّلَوِينَاتِ
 وَالتَّقْلِيلَاتِ حِكْمٌ تَكُونُ صِفَاتِ النَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ وَهُوَ كَمَا
 تَرَى مُخَالَفٌ لِلْأَحَادِيثِ الْمَذْكُورَةِ وَتَوَسُّعٌ الْعُرُوجِ مِنْ هَذَا
 الْمَقَامِ الَّذِي أَخْبَرَ الشَّيْخُ عَنْهُ لَعَلَّ مَا هُوَ عَلَيْهِ وَلَا حَاجَ
 صِدْقٍ مَا أَخْبَرْتُ بِهِ وَطَابَقَ الْكَشْفُ وَالْإِلَهَامُ بِالْأَخْبَارَاتِ
 النَّبَوِيَّةِ عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالنَّبِيَّةُ وَلَقَدْ تَعَلَّمُ
 أَنَّ مَا أَخْبَرْتُ بِهِ مِنْ خِلَافَةِ الْمُضْغَةِ وَتَوَسُّعِ الْإِلَهَامِ عَلَيْهَا وَ
 صَيُورِهَا صَاحِبِ أَحْوَالٍ وَتَلَوِينَاتٍ مِمَّا أَلْبَرَّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِينَ
 الْجَاهِلِينَ الْقَاصِرِينَ عَنْ حَقِيقَةِ الْأَمْرِ وَثَقُلَ عَلَيْهِمْ فَمَاذَا
 يَقُولُونَ فِي الْأَخْبَارِ النَّبَوِيَّةِ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 حَيْثُ قَالَ إِنَّ فِي جَسَدِ بَنِي آدَمَ لِمُضْغَةٍ إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ
 الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ إِلَّا وَهِيَ الْقَلْبُ

جَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَالْإِلَهَ وَسَلَّمَ الْمُصْغَتَهُ هِيَ الْقَلْبَ عَلَى
سَبِيلِ الْمُبَالَغَةِ وَنَاطَ صِلَاحَ الْجَسَدِ وَفَسَادَهُ بِصِلَاحِهَا وَ
فَسَادِهَا، فَيَجُوزُ لِهَذِهِ الْمُصْغَةِ مَا يَجُوزُ لِلْقَلْبِ الْحَقِيقِيِّ وَإِنْ
رَبِّهِ كَانَ عَلَى سَبِيلِ الْبَيِّنَاتِ وَالْخِلَافَةِ.

وَأَعْلَمْنَا أَنَّ الرُّوحَ كَمَا فَارَقَ الْجَسَدَ بِالمَوْتِ الَّذِي هُوَ
قَبْلَ المَوْتِ وَجَدَ الْعَارِفُ الْوَاصِلُ رُوحَهُ غَيْرَ دَاخِلٍ فِي الْجَسَدِ
وَلَا خَارِجَ عَنْهُ وَلَا مُتَّصِلٍ مَعَهُ وَلَا مُنْفَصِلٍ عَنْهُ وَوَجَدَ أَنَّ
لِلرُّوحِ تَعَلُّقًا مَعَ الْجَسَدِ لِصِلَاحِ الْجَسَدِ بَلْ لْخَرِصِ يَعُودُ إِلَى
الرُّوحِ كَمَا لَمْ يَأْخُذْ ذَلِكَ التَّعَلُّقُ هُوَ مُنْشَأُ الصِّلَاحِ وَالْخَيْرِ
فِي الْجَسَدِ وَلَوْ لَا ذَلِكَ التَّعَلُّقُ لَصَارَ الْجَسَدُ بِحْدًا فَيَبْرُهُ شَرًّا
وَنُقْصَانًا.

وَهَكَذَا الْحَالُ لِلْوَاجِبِ تَعَالَى مَعَ الرُّوحِ وَغَيْرِهِ فَإِنَّهُ تَعَالَى
غَيْرُ دَاخِلٍ فِي الْعَالَمِ وَلَا خَارِجَ عَنْهُ وَلَا مُتَّصِلٍ مَعَهُ وَلَا مُنْفَصِلٍ
عَنْهُ وَلَكِنْ سُبْحَانَهُ تَعَلَّقَ مَعَ الْعَالَمِ خَلْقًا وَابْقَاءً وَإِفَاقَةً
لِيَكْمَلَ آيَاتُ وَإِلَاءُ لِلنِّعَمِ وَالْخَيْرَاتِ.

فَإِنْ قُلْتَ إِنَّ عُلَمَاءَ أَهْلِ الْحَقِّ مَا تَكَلَّمُوا فِي الرُّوحِ مِثْلَ
هَذَا الْكَلَامِ بَلْ كَادُوا لَمْ يَجُوزُوا وَهَـ وَأَنْتَ مُلْتَزِمٌ وَفَاقَهُمْ فِي
الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ فَمَا وَجْهُهُ.

قُلْتُ الْعَالِمُ بِحَقِيقَةِ الرُّوحِ قَلِيلٌ وَنَهْمُ فَمُ مَعَ قَلْبِهِمْ

إِنَّمَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا يَكْشِفُ الْكَمَالَاتِ الرُّوحِيَّةِ وَكَتَفُوْا بِالْإِجْمَالِ
 اجْتِنَابًا عَنْ سُوءِ فَهْمِ الْعَوَامِ وَوُقُوعِهِمْ فِي الضَّلَالِ فَإِنَّ
 الْكَمَالَاتِ الرُّوحِيَّةِ شَبِيهَةٌ صُورَةً بِالْكَمَالَاتِ الْوُجُوْثِيَّةِ وَالْفَرْقُ
 دَقِيقٌ لَا يَطْلَعُ عَلَيْهِ إِلَّا الرَّاسِخُونَ مِنَ الْعُلَمَاءِ فَرَأَوْا الْمَصْلَحَةَ
 فِي الْإِجْمَالِ بَلْ فِي الْإِنْكَارِ عَنْ بَيِّنَةٍ وَكَشَفَ عَنْ حَقِيقَتِهِ
 فَلَا يُتَكَلَّمُونَ كَمَا لَا تِلْكَ الَّتِي سَبَقَ ذِكْرُهَا - وَالْعَبْدُ الضَّعِيفُ إِنَّمَا
 بَيَّنَّ وَكَشَفَ عَنْ بَعْضِ خَوَاصِّهِ إِعْتِمَادًا عَلَى عِلْمِهِ الصَّحِيحِ
 وَكَشَفَ الصَّوْرَ لِيُحْيِيَ بَعْوَنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَوْفِيقَهُ وَصَدَقَ قَوْلُ جَبِيَّةٍ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللَّهُ الْكَرِيمُ مَعَ رَأْيِهِ شَبْهَةً مَا يَنْعَى
 عَنِ الْبَيَانِ فَافْهَمْ -

وَمِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ الْجَسَدَ كَمَا اسْتَفَادَ مِنَ الرُّوحِ
 كَمَا لَا تَلْحَظُ وَالرُّوحُ أَيْضًا كَمَا اسْتَفَادَ مِنَ الْجَسَدِ فَوَائِدُ عَظْمَى
 حَيْثُ صَارَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا مُتَكَلِّمًا مُتَجَسِّدًا بِجَسَدٍ مُكْتَسَبٍ مُبَاشَرًا
 لِأَفْعَالٍ نَاسَبَتْ بِعَالِمِ الْأَجْسَادِ -

و چون نفس مطمئنه بروحانیان ملحق شد، چنانکه بالا گذشت، انچه
 عقل بجائے او در عالم اجساد بخلاف او نشست و عقل معاد نام
 یافت - این زمان فکر و اندیشه او همه برائے آخرت مقصور گشت،
 و از اندیشه معیشت فارغ آمد، و شایان فراست شد، بواسطه نوریکه
 او را عطا فرموده اند - این مرتبه نهایت مراتب کمالات عقل است - انچه

ناقصه این جا اعتراض نکند که نهایت مراتب کمالات عقل می باید که در نیامان معاش و معاد متحقق شود، که در مبدأ اندیشه او غیر حق سبحانه و تعالی هیچ نباشد، چه دنیا و چه آخرت.

گویم که این نیامان در اثنای راه او حاصل شده بود در مرتبه فنا فی الله، و این کمال بمراحل ازاں متجاوز است. این جارجوع علم است بعد از حصول جهل و عود فرق است بعد از تحقیق جمع، و حصول اسلام حقیقی است بعد از کفر طریقت که در مرتبه جمع است، و فلاسفه کثیر السفه که در عقل مراتب اربعه ثابت کرده اند، و کمالات عقل را در ادران مختصر دانسته اند، از کمال نادانیت حقیقت عقل را با کمالات تابعها و بعقل و دهم نمی توان دانست. کشف صحیح و الهام صریح در کار است، که مقبس از انوار مشکوه نبوت است. صَلَوَاتُ اللَّهِ تَعَالَى وَتَسْلِيمَاتُهُ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ عُمُومًا وَافْضَلِهِمْ حَبِيبِ اللَّهِ خُصُوصًا.

اگر پرسند که در عبارات مشارح واقع شده است که "عقل ترجمان روح است" معنی آن چه باشد.

گویم که علوم و معارف که بتلقی روحانی از مبدأ قیاض فالض می شود، قلب که از عالم ارواح است اخذ می کند، ترجمان آن عقل است، که آن را محروم و ملخص ساخته شایان فهم گرفتاران عالم خلق می سازد، که اگر او ترجمانی نه کند فهمیدن آن متعسر است بلکه متعذر. و چوں

مضغه قلبیه، خلیفه حقیقت جامع قلبیه است، حکم اصل پیدا کرده است،
و تلقی او نیز تلقی روحانی گشته و محتاج به ترجمان آمده است.

باید دانست که زمانه بر عقل معاد می آید که باعث شوق به مجاورت
نفس مطمئه می گردد؛ بحدی که او را بمقام آل می رساند، قالب را تهی و خالی
می گذارد، و این زبان تعقل و تذکر نیز بمضغه قلبیه قرار می یابد. *إِنَّ*
فِي ذَلِكَ لَذِكْرَ لِمَنْ كَانَتْ لَهُ قَلْبٌ - و چه همان قلب خود ترجمان
خود گردد. درین وقت عارف را معامله با قالب افتد، جزو ناری آنکه
ندای «*أَنَا خَيْرُ مَعْنَةٍ*» از نهاد آن ظاهر می شد. رو با نقیاد می آرد،
و بتدریج بشرف اسلام حقیقی مشرف می گردد. پس خلعت ابلیسی را بپای
ازوے زایل گردانیده، بمقام اصلی نفس مطمئه می رساند و نائب
مناب آن می سازند. پس در قالب خلیفه قلب حقیقی مضغه آید، و نائب
مناب نفس مطمئه جزو ناری گشت. *ع*

ز رشد من وجود من از کیمیا ع عشق

و جزو هوایی مناسبت بروح دارد. لهذا در وقت وصول سالک و عروج
آن بمقام هوا، گاه باشد که همین هوا را بعنوان حقانیت بدانند، و گرفتار آن
بمانند، چنانچه در مقام روح همین شهود دست می دهد و گرفتار می ماند.
بعضی از مشائخ گفته اند که سی سال روح را بخدائی پرستیدم، و چون ازاں
مقام گذرانیدند حق از باطل جدا شد، و این جزو هوایی بواسطه مناسبت
بمقام روحی درین قالب قائم مقام روح می گردد، و در بعض امور حکم روح

پیدای کند، و جزو آبی مناسب بحقیقت جامعه قلبیه دارد، و لهذا فیض او
 بجمیع اشیای رسد "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" باز گشت او نیز
 بمنفعه قلبیه است، و جزو ارضی که جزو اعظم آن قالب است. بعد از
 تطهیر از تلویث دنارت و خست که از صفات ذاتیه اویند، حاکم و قالب
 درین قالب اومی گردد، و هر چه هست در قالب حکم او پیدای کند، و رنگ
 آن می گیرد، و این بواسطه جامعیت تامه اوست. جمیع اجزای قالب فی
 الحقیقت اجزای اویند، و لهذا کره ارضی مرکز عناصر و افلاک آمد و مرکز
 او مرکز عالم. درین وقت معامله قالب نیز بانجام رسید و نهایت
 عروج و نزول متحقق گشت، و کمال تکمیل نقد وقت آمد. این ست
 نهایتی که رجوع به بدایت دارد.

بدان که روح بامراتب و قوای خود هر چند بطریق عروج بمقر خود
 رسیده بود، اما چون هنوز تربیت قالب در پیش داشت توجه باین
 عالم درکار بود. و چون معامله قالب بانجام رسید، روح با سر و خفی و
 اخفی و با قلب و نفس و عقل متوجه جناب قدس خداوندی جل سلطان
 گشت، و بکلیت ازین قالب اعراض نمود، و قالب نیز بکلیت خود متوجه
 مقام عبودیت آمد. پس روح بامراتب خود در مقام شهود و حضور متمکن
 ست، و اندید و دانش ماسوی، بکلیت معرض، و قالب به تمام بمقام
 طاعت و بندگی راسخ است. این ست مقام فرق بعد از جمع. وَاللَّهُ
 سُبْحَانَهُ الْمَوْفِقُ لِدِكُمُ الْآلَاتِ

و این درویش را درین مقام قدم خاص ست، و آن رجوع روح است بامراتب خود بعالم خلق تا بحق جل و علا ایشاں را دعوت نماید، و روح درین وقت حکم قالب پیدای کند و تابع او می گردد، و کار تا بجای می رسد که اگر قالب حاضر ست روح نیز حاضر است، و اگر غافل قالب غافل ست روح نیز غافل - مگر در وقت ادائے نماز که روح بامراتب خود متوجه جناب قدس است جل شانہ - قالب اگرچه غافل باشد، زیرا که نماز معراج مؤمن ست -

باید دانست که این رجوع و اصل بکلیت واقع شود از اکمل مقامات دعوت ست. این غفلت سبب حضور جمیع کثیر ست. غافلان ازین غفلت غافل اند و حاضران ازین رجعت جاہل - این مقام از قبیل مدرج بمائشیه الذم است - فهم هر کس تا اندیش این جانہ رسد اگر کمالات این غفلت را بیان کنم هرگز کسی آرزوئے حضور نکند. این آں غفلت ست که خواص بشر را بر خواص ملک فضیلت بخشید، این آں غفلت است که محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم را رحمت عالمیاں گردانید، این آں غفلت است که از ولایت بہ نبوت می رساند، این آں غفلت است که از نبوت بہ رسالت می رساند، این آں غفلت است که اولیائے عشرت را بر اولیائے عزلت مزینت می بخشد، این آں غفلت ست که محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم را بر صدیق اکبر سبقت می دهد بعد مَا كَانَا كَاذِبِي قُرَيْشٍ - این آں غفلت ست که صحور را بر سکر تر چ

می نماید، این آں غفلت ست که نبوت را بر ولایت افضل می گردانند۔
 عَلٰی رَغْمِ الْقَاصِرِیْنَ، این آں غفلت ست که بسبب آں قطب ارشاد
 از قطب ابدال افضلیت پیدا می کند، این آں غفلت ست که
 صدیق اکبر رضی الله تعالی عنہا در وئے آں می نماید آنجا که می فرماید
 «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْتُ سَهْوًا فَحَسَدِي» این آں غفلت ست که حضور کمینه خادم
 اوست، این آں غفلت ست که وصول مقدمه حصول اوست،
 این آں غفلت ست که بصورت تنزل ست و بحقیقت ترفع،
 این آں غفلت ست که خواص را بحوام مشبه می سازد و قباب
 کمالات ایشان می گردد۔ رع

گر بگویم شرح این بے حد شود

الْقَلِيلُ يَدُلُّ عَلَى الْكَثِيرِ وَالْقَطْرَةُ تُبَيِّنُ عَنِ الْبَحْرِ الْغَدِيرِ وَالسَّلَامُ
 عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ مِنَ
 الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ أَمَّمَهَا وَأَمَلُهَا۔

۱۴۔ منها حضرت رسالت خاتمت صلی الله علیه وآله وسلم
 در میان سایر انبیاء علیه وعلیهم الصلوات والتسلیمات بتجلی ذاتی ممتاز
 است، و باین دولت که فوق جمیع کمالات است مخصوص، و کمال
 تابعان او را نیز این مقام خاص نصیب ست۔ گفته نشود که برین
 تقدیر لازم می آید، که کمال این امت افضل باشد از سایر انبیاء، و این
 خلاف معتقد اهل سنت و جماعت ست، رضوان الله تعالی علیهم اجمعین۔

و این فضل نه جزئی است تا بآن رفع شبهه کرده شود، بلکه کلی است. زیرا که تفاضل رجال بقرب الهی است جل سلطانہ، ہر فضیلتی کہ ہست دون آں فضیلت است۔

در جواب گویم کہ لازم نمی آید ازین کہ مکملی این امت را اندازد
مقام نصیب است وصول اینہا بآن مقام۔ و فضیلت مربوط بوصول
است۔ نہایت عروج مکملی این امت کہ خیر الامم است تا تحت اقدام
انبیا است علیہم الصلوٰات و التسلیمات۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہ افضل جمیع بشر است، بعد انبیا علیہم الصلوٰة و التسلیمات و التحیات،
نہایت عروج او تا تحت قدم نبی است کہ دون جمیع انبیا است۔
غایۃ ما فی الباب مکمل تابعان این امت را در مقام تحت از کمالات
مقام فوق الفوق کہ مخصوص بہ پیغمبر ایشان است علیہ الصلوٰة و السلام
نصیب تمام است۔ خادم ہر جا باشد، اولش مخدوم با و خواہد رسید، خادم
دور بطفیل مخدوم آں باید کہ نزدیکان را بے دولت خدمت میسر نہ گردد۔
۵ در قافلہ کہ اوست دانم نہ رسم این بس کہ رسد ز دور بانگ جرم

باید دانست کہ مریدان را گاہ ہست کہ این توہم در حق پیران خود پیدا
می شود، و حصول مقامات پیران، ایشان را در تخیل مساوات اندازد،
حقیقت معاملہ این است کہ مذکور شد۔ حصول مساوات بر تقدیر وصول
بآن مقامات است، نہ بر تقدیر حصول آں مقامات، کہ حصول طفیلی
است۔ ازین جا کہ گمان نہ کند کہ مرید مساوی پیر خود نباشد، [کچھ]

مقام نصیب است وصول اینہا بآن مقام۔ و فضیلت مربوط بوصول
است۔ نہایت عروج مکملی این امت کہ خیر الامم است تا تحت اقدام
انبیا است علیہم الصلوٰات و التسلیمات۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہ افضل جمیع بشر است، بعد انبیا علیہم الصلوٰة و التسلیمات و التحیات،
نہایت عروج او تا تحت قدم نبی است کہ دون جمیع انبیا است۔
غایۃ ما فی الباب مکمل تابعان این امت را در مقام تحت از کمالات
مقام فوق الفوق کہ مخصوص بہ پیغمبر ایشان است علیہ الصلوٰة و السلام
نصیب تمام است۔ خادم ہر جا باشد، اولش مخدوم با و خواہد رسید، خادم
دور بطفیل مخدوم آں باید کہ نزدیکان را بے دولت خدمت میسر نہ گردد۔
۵ در قافلہ کہ اوست دانم نہ رسم این بس کہ رسد ز دور بانگ جرم

نه چنین است، بلکه مساوات مجوز است، بلکه واقع. لیکن فرق در میان حصول آن مقام و وصول بآن مقام بسیار دقیق است، هر مرید باین دولت مهند نیست، کشف صبح و الهام صبح درین فرق درکار است،
 بِرَبِّهِ وَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ الْمَلِئُومُ بِالْضُّوَابِ وَالسَّلَامُ عَلَیْ مَنْ اتَّبَعَ الرَّهْدَیْ -

۱۵- منها درویش پر سید، که سبب چیست؟ که رونده این راه
 را حالتی رومی دهد و زمانه می ایستد و بعد از آن پرتواری می گردد و پس
 از مدتی باز بهمان حالت آشکارا می شود، و بعد از زمان باز متواری می گردد،
 وَ هَكَذَا إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى -

جوابش آنست که آدمی را هفت لطیفه است و مدتی دولت
 و سلطان هر لطیفه جداست. پس اگر وارد بر الطیف اینها ورود نمود،
 و حالتی قوی نزول فرمود، کلیت سالک برنگ آن لطیفه منصبع
 می گردد، و آن سال در جمیع لطائف سرایت می کند، و تا زمانه
 که دولت آن لطیفه ثابت است آن حال برپاست. و چون دولت
 آن لطیفه منقضی گشت آن حال زایل می شود، و بعد از مدتی اگر
 آن حال رجوع نماید از دو حال خالی نیست، یا بر همان لطیفه
 اولی رجوع نماید، درین وقت راه ترقی بر آن سالک مسدود است.
 و اگر بر لطیفه دیگر وارد شد راه ترقی مفتوح گشت، و در آن لطیفه دیگر
 نیز معامله لطیفه اولی است، چه بعد از زایل شدن آن حال، اگر بهمان
 حال رجوع نماید از دو حال سابق خالی نیست، و هَكَذَا أَحَالَ جَمِيعِ
 سَهْ یا بر همان لطیفه اولی رجوع نماید درین وقت که

اللطائف - پس اگر آن وارد در جمیع لطائف بطریق اصالت مریان شده
نمود، از حال بمقام انتقال فرمود، و از زوال محفوظ گشت - و الله
سُبْحَانَهُ اعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِ
الْبَشَرِ وَآلِهِ الْآطَهَرِ -

۱۶ - مِنْهَا قَالَ اللهُ تَعَالَى «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونِ -
يُخَفِّلُ أَنْ يَكُونَ الشَّرُّ طَيِّبَةً قِيْدًا إِلَّا هَرٍ بِالْأَكْلِ أَى كُلُوا مِنْ
مُسْتَلَذَّاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ إِنْ صَحَّ مِنْكُمْ أَنْ تَخْشَوْهُ بِالْعِبَادَةِ وَلَوْ لَمْ
يَصَحَّ مِنْكُمْ ذَلِكَ بَلْ كُنْتُمْ عَائِدِي مُلْهِمَاتِ أَنْفُسِكُمْ فَلَا تَأْكُلُوا
مِنْ مُسْتَلَذَّاتِهِ لِكُونِكُمْ مَرْضَى بِالْمَرَضِ الْبَاطِنِيِّ، وَالْمُسْتَلَذَّاتِ
مِنَ الْمَرَضِ وَقَاتِ سَهْمٌ قَاتِلٌ لَكُمْ وَإِذَا زَالَ الْمَرَضُ الْبَاطِنِيُّ
مِنْكُمْ صَحَّ لَكُمْ تَنَاوُلُ الْمُسْتَلَذَّاتِ، فَتَرَ صَاحِبُ الْكَشَاةِ
الطَّيِّبَاتِ هَرَفًا بِالْمُسْتَلَذَّاتِ نَظَرَ إِلَى طَلَبِ الشُّكْرِ -

۱۷ - مِنْهَا قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ قَدْ سَمِعْتُ اللهُ تَعَالَى أَسْرَارَهُمْ
مَنْ عَرَفَ اللهُ لَا يَصُغُرُ ذَنْبٌ أَى الذَّنْبُ الَّذِي التَّسَبَّبَ قَبْلَ الْمَعْرِفَةِ
لَا أَنَّ الْإِسْلَامَ يَحْبِبُ مَا كَانَ قَبْلَهُ، وَحَقِيقَةُ الْإِسْلَامِ هُوَ مَعْرِفَةُ
اللهِ سُبْحَانَهُ عَلَى طَرِيقَةِ الصُّوفِيَّةِ بَعْدَ الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ فَيَحْبِبُ
حُصُولَ هَذِهِ الْمَعْرِفَةِ الذَّنْبُ الَّذِي كَانَتْ حَاصِلَةً قَبْلَهَا وَيُمْكِنُ
أَنْ يُرَادَ بِالذَّنْبِ الذَّنْبُ الَّذِي يَحْصُلُ بَعْدَ هَذِهِ الْمَعْرِفَةِ فَيُرَادُ

بِالذَّنْبِ الذَّنْبُ الصَّغِيرُ لَا الْكَبِيرُ لَا تَأْوِيلُ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ وَظُلُمَ
عَنْهُ وَعَدَمُ ضَرَرِهِ بَعْدَهُمُ الْإِسْرَارُ الْقَدَرُ بِإِلَافِصِلٍ بِالتَّوْبَةِ وَ
الِاسْتِغْفَارِ وَيُحْجُزُ أَنْ يَكُونَ مَعْنَاهُ لَا يَصُدُّ عَنْهُ ذَنْبٌ لَا تَنْ
عَدَمُ صُدُّهُ وَبِالذَّنْبِ مَلْزُومٌ لِعَدَمِ ضَرَرِهِ فَذَكَرَ الْإِلَازِمَ وَأَسْرَادَ
الْمَلْزُومِ، وَمَا تَوَهَّمُ الْمَلَا حِدَةً مِنْ هَذِهِ الْعِبَارَةِ مِنْ أَنْ يُسَمَّ
لِلْعَارِفِ الزَّكَاءُ الذَّنْبُ لِعَدَمِ ضَرَرِهَا فَباطِلٌ قَطْعًا وَزَنْدَقَةٌ
صِرَافًا أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ إِلَّا إِنْ حِزْبُ الشَّيْطَانِ هُمْ
الْمُخَاسِرُونَ هَرَبْنَا لِاتِّزَعُ قُلُوبُنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ
لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الرَّحِيمُ الْوَهَّابُ، وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا
وَبَنِي مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَآزَحُوا مِنْ اللَّهِ الْكَرِيمِ الْوَاسِعِ مَغْفِرَتُهُ
أَنْ لَا يَضُرَّ الذَّنْبُ الْمَلَكُوتَ قَبْلَ الْمَعْرِفَةِ لِلْعَارِفِ الْمُتَحَقِّقِ
بِحَقِيقَةِ الْإِسْلَامِ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ الذَّنْبُ مِنْ قَبِيلِ الْمَظَالِمِ
وَحُقُوقِ الْعِبَادِ لِمَا هُوَ سُبْحَانَهُ الْمَالِكِ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَقُلُوبِ
الْعِبَادِ بَيْنَ أَصْبَعَيْهِ مِنْ أَصَابِعِهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ، وَمُطْلَقُ
الْإِسْلَامِ يَجِبُ مِنَ الذَّنْبِ مَا سِوَى الْمَظَالِمِ وَحُقُوقِ الْعِبَادِ
كَمَا لَا يَحْقُقُ فَإِنَّ لِحَقِيقَةِ الشَّيْءِ وَكَمَالِهِ مَرِيَّةً لَيْسَ لِمُطْلَقِهِ -

۱۸- منها حق سبحانه و تعالی بذات خود موجود است نه بوجود
بمخلاف سایر موجودات که بوجود موجودند پس احتیاج او تعالی
در موجودیت بوجود لازم نیاید تا گویند که وجود او تعالی عین ذات است،

نه زائد تا احتیاج بغیر لازم نیاید، و در اثبات بعینیت وجود مرزات را
جل سلطان محتاج بآدله متداوله گردیم، و مخالفت کرده باشیم مر جمهور
اہل سنت و جماعت را، چه این بزرگواران بعینیت وجود قائل نیستند،
و خود را زائد می دانند، و پوشیده نیست که حکم بریادتی وجود، مستلزم احتیاج
واجب است، تعالی و تقدس بغیر، اگر بوجود نیاند واجب را تعالی و تقدس
موجود گوئیم، و اگر بذات خود موجود گوئیم، و این وجود را عرض عام بگیریم،
هم سخن جمهور شکمبین اہل حق درست می گردد، و ہم اعتراض احتیاج که
مخالفان دارند با لکیت دفع می شود. و فرق واضح است، در میان آنکه
واجب را تعالی بذات خود موجود گفتن و اصلاً وجود را دخل نادادن، و
در میان آنکه موجود بوجود گفتن، و آن وجود را عین ذات اثبات کردن.
هَذِهِ الْمَعْرِفَةُ مِمَّا اخْتَصَّصَنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِهَا أَلْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ
عَلَىٰ ذَٰلِكَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ رَسُولِهِ.

۱۹- **هنهها از خصائص حضرت واجب الوجود است تعالی و تقدس**
که بذات خود موجود بود، و اصلاً در موجودیت بوجود محتاج نشود. برابر است
که وجود را عین ذات بگیریم یا زائد بذات، بر هر دو تقدیر بعینیت و زیادتی
محدور لازم است، و چون حضرت حق سبحانه و تعالی را سنت بر آن
جاری شده است که هر چه در مرتبه و جوب است نمونه آن در هر مرتبه
امکان ظاهر سازد، عِلْمٌ أَحَدًا أَوْلَمَ يَعْلَمُهُ. - انموذج این خاصه در
عالم امکان وجود را ساخته است، که وجود هر چند موجود نیست و از
سلب بر تقدیر بعینیت احتیاج بر آن متداوله و مخالفت جمهور اہل سنت و تقدیر زیادت احتیاج ذات الی الخیر

۱۳۵ محمولات ثانیه است. اما اگر فرض کنیم وجود او را پس او موجود بذات خود خواهد بود، نه بوجود دیگر، برخلاف موجودات دیگر که موجودیت آنها بوجود محتاج است، و ذوات آنها کافی نیست. پس هرگاه وجود که او را در موجودیت اشیا داخل داده اند، اگر موجود شود بذات خود موجود خواهد بود، و محتاج ۱۳۶ بوجود دیگر نخواهد بود. خالق موجودات تعالی و تقدس با استقلال اگر بذات خود موجود شود و اصلاً بوجود مختلف نگردد چه عجب است، و استبعاد بعید از بحث خارج است، وَاللّٰهُ شَیْءٌ حَاقٌّ بِمَلِئَمِهِمُ لِلصَّوَابِ - اگر کسی گوید که مراد حکما و اشعریه و بعضی متصوفه که بعینیت وجود مرذات را تعالی و تقدس قائل گشته اند، همانست که توأماً را گفته در معرفت سابق، که واجب وجود موجود است تعالی و تقدس بذات خود نه بوجود. پس معنی این کلام که "موجود است بوجودی که عین ذات است" آنست که موجود است بذات خود، نه بوجود.

در جواب گوئیم که برین تقدیر، خلاف اهل سنت با ایشان درین مسئله در برابری افتد. بایستی که اهل حق برین تقدیر در تقابل ایشان می گفتند که او تعالی بوجود موجود است نه بذات. اثبات زیادتی وجود برین تقدیر مستردک است. پس اثبات زیادتی وجود را دلالت بر آن شد که خلاف ۱۳۷ فریقین در نفس وجود نیست، بلکه در وصف اوست، که بعینیت زیادتی باشد. یعنی هر دو فریق قائل اند بآنکه او تعالی بوجود موجود است. خلافاً ندارند مگر در عینیت و زیادتی آن.

اگر گویند که چون واجب الوجود تعالی و تقدس بذات خود موجود باشد، پس واجب را تعالی موجود گفتن بکدام معنی باشد؟ چه معنی موجود ماقام به الوجود است، و لا وجوده ههنا اصلاً.

جواب گوئیم که آری وجود یک ذات واجب تعالی و تقدس بآن موجود شود در واجب تعالی مفقود است، اما وجود یک بطریق عرض عام بر ذات او تعالی میقول شود و بطریق اشتقاق محمول گردد، اگر باعتبار قیام آن وجود واجب را تعالی موجود گویند گنجایش دارد، هیچ محذور لازم نیاید. والسلام.

۲۰. منها هرگز نه پرستیم خدای را که در حیطه شهود آید و مرئی

گردد، و معلوم شود، و درویم و خیال گنج - چه مشهود و مرئی و معلوم و

موهوم و متخیل در رنگ شاهد وائی و عالم و واهم و متخیل مصنوع و ایما.

محدث ست ع

آن لقمه که در دهان نگنجد طلبم

مقصود از سیر و سلوک خرق محبت است، محبت و جوبی باشد یا امکانی. تا آنجا

و صل عریانی میسر آید، نه آنکه مطلوب را در قید آرند و صید نمایند.

عنقا شکار کس نشود دام باز چسب کاینجا همیشه باد بدست دست دام را

بَقِيَ آتِ الرَّؤْيَةِ فِي الْآخِرَةِ حَقٌّ لِّمَنْ يَمُوتُ وَلَا يَشْتَغِلُ بِكَيْفِيَّتِهِ

لِقُصُورِ فِئَةِ الْعَوَامِّ عَنْ دَرْكِهِ لَا يَحْدَهُمْ إِذْ رَأَوْا الْخَوَاصَّ فَإِنَّ لَهُمْ

نَصِيبًا مِنْ ذَلِكَ الْمَقَامِ فِي الدُّنْيَا وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ رُؤْيَاهُ وَالسَّلَامُ

تا آنجا که

عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ.

۲۱۔ منہا ہرچہ در دید و دانش می آید مفید است، و از صرافت
 الاطلاق منزول، و مطلوب آنست کہ از جمیع قیود منترہ و مبرا باشد، پس
 ماورائے دید و دانش اورا باید جست، این معاملہ و رائے طور نظر عقل است،
 چہ عقل ماورائے دید و دانش را جستن محال می داند۔

راز درون پرده ز رندان مست پرس کیں حال نیست صوفی عالی مقام را
 ۲۲۔ منہا مطلق بر صرافت اطلاق خودست، بیج قیدے
 باد و دنیا فتنہ است۔ اما چون در مرآت مفید ظہور فرماید عکس او با حکام
 آن مرآت منصف گشتہ مفید و محدود نماید لاجرم در دید و دانش آید۔ پس اکتفا
 بر دید و دانش اکتفا بر عکس است از عکس آن مطلوب۔ بلند ہمتاں
 بخور و مویز سیر نشوند۔ اِنَّ اللّٰهَ شَیْخَانَةٌ یُّحِبُّ مَعَ اِلٰهِیْمِ جَعَلْنَا
 اللّٰهُ شَیْخَانَةٌ مِنْ مَّعَالِی الْیٰهْمِ یُحْمَرُّ مَتَّ سَیِّد الْبَشَرِ عَلَیْہِ وَ عَلَی
 اِلٰہِ الصَّلٰوَاتِ وَ التَّسْلِیْمَاتِ۔

۲۳۔ منہا در او اہل حال می بینم کہ در مکان طواف می کنم
 دنیا و جمع دیگر نیز با من دراں طواف شریک اند، اما بطوائف سیر آن جماعت
 بحدے ست کہ تا من یک دور طواف را با انجام می رسانم آن جماعت
 دوسہ قدم مسافت را قطع می نمایند۔ دراں اثنا معلوم می گردد کہ
 در فیما این مکان فوق العرش است، و جماعت طواف کنندگان ملائک کرام اند۔
 عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوَاتُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ۔ وَاللّٰهُ یُخْتَصُّ

بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ.

۲۴. منها قباب اولیاء الله صفات بشریت ایشان است،
 هر چه سایر مردم محتاج اند، این بزرگواران نیز محتاج اند. ولایت
 ایشان را از احتیاج نمی آرد، و غضب ایشان نیز در رنگ غضب
 سایر مردم است. هرگاه سید الانبیاء علیه وعلیه السلام و الصلوات و
 التسلیمات فرماید: اَعْضَبْتُ كَمَا يَعْضَبُ الْبَشَرُ بَاوِلِیَا چه رسد،
 و همچنین این بزرگواران در اكل و شرب و معاشرت با اهل و عیال و
 موافقت با ایشان با سایر ناس شریک اند. تعلقات شتی که از لوازم
 بشریت است از خواص و عوام زائل نمی گردد. حق سبحانه و تعالی
 در شان انبیاء علیه السلام و الصلوات و التسلیمات می فرماید: وَمَا
 جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا اَلَا یَاكُلُونَ الطَّعَامَ؟ و کفایط اهری می گفتند
 "مَا لِ هَذَا الرَّسُولِ یَاكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِی فِی الْاَسْوَاقِ؟" پس
 هر که نظر او بر ظاهر اهل الله افتاد محروم گشت، و خسران دنیا و آخرت
 نقد وقت او آمد. همین ظاهر بنی ابو جهل و ابولهب را از دولت اسلام
 محروم ساخت، و در خسران ابدی انداخت. سعادتمندانست که نظر او
 از ظاهر بنی اهل الله کوتاه گشت، و حدت نظر او بصفات باطنه این
 بزرگواران نفوذ کرد، و بر باطن مقصور گشت. فَهُمْ كَنِیْلٍ مُصْرَبِلٍ
 لِلْحُجُوبِیْنَ وَمَاءُ الْحَبُوبِیْنَ، عجب کاریست. صفات بشریه آنقدر
 که در اهل الله ظاهر می گردد در سایر مردم ظاهر نیست، و جهش آنست که

ظلمت و کدورت در محل هموار و مصفا اگرچه اندک باشد بیشتر هویدای گردد،
از آنچه در محل ناهموار و غیر مصفا، اگرچه بیشتر باشد، لیکن ظلمت صفات
بشریت در عوام در کلیت سرایت می کند، و در قالب و قلب و روح
می دود، و در خواص این ظلمت مقصور بر قالب و نفس است، و در اخص
خواص نفس نیز ازین ظلمت مبرا است، مقصور بر قالب است و بس.
و اینها این ظلمت در عوام موجب نقصان و خسارت است، و در خواص موجب
کمال و نصارت، همین ظلمت خواص است که ظلمتهای عوام را زایل می گرداند،
قلب هائی ایشا را تصفیه می بخشد، و نفسها را تزکیه می دهد. اگر این ظلمت
بدیده نمی بود، خواص را بعوام پیچ راه مناسبت نمی کشود، و راه افاده و استفاده
مسدود می نمود، و این ظلمت در خواص آن قدر نمی ایستد که مکرر سازد،
بلکه ندامت و استغفار که در قفای او دست می دهد، چندین ظلمت و
کدورت دیگر را هم زواید و ترقیات می فرماید. همین ظلمت است که در
ملائک مفقود است، و بسبب آن راه ترقی مسدود، و اسم ظلمت بروی
از قبیل مَدْحٌ بِمَا يُشَبُّهُ الدَّمُ است. عوام کالانعام صفات بشریت
اهل الله را در رنگ صفات بشریت خود می دانند، و محروم و مخدول می مانند.
قیاس غائب بر شاهد فاسد است، هر مقام را خصوصیات علیحه است
و هر محل را لوازم جدا. وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَّرَمُّ
مُتَابَعَةُ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اِلٰهِ الصَّلٰوٰتِ وَالتَّسْلِیْمٰتِ.

۲۵. منها آدمی تا زمانه که گرفتار علم و دانش ست، و بنقوش

ماسوی منقش، خوار و بے اعتبار ست. نسیان ماسوای شرط راه است، و آنچه
فناست ماعدت آقدم پیشگاه. تا آئینه باطنی از زنگار امکان زدوده نگردد، آنچه
ظهور حضرت و جوب محال ست، چه جمع علوم امکانی با معارف و جوبی از
قبیل جمع اضداد ست. ایں جا سوای ست قوی، و آن آنست که چون عارف
را به بقا مشرف می سازند، و برای تکمیل ناقصاں بازش می گردانند، علوم که
زائل شده بود عود می نماید. بریں تقدیر علوم امکانی با معارف و جوبی جمع میگردند
و توأما را جمع ضدین گفته. جوابش آن ست که عارف باقی باشد درین وقت
حکیم برزخیت پیدا کرده است. گویا برزخ ست بین الوجوب و الایمكان،
و منصب برنگ هر دو مقام. درین صورت اگر علوم و معارف هر دو مقام جمع
شوند چه اشکال. زیرا که محل اجتماع ضدین واحد نماند بلکه گویا متعدد
گشته است. فلا جمعة

۲۶. منها علوم اشیاء که در مرتبه فنا زائل شده بودند بعد از

بقا اگر رجوع نمایند، نقص در کمال عارف لازم نیاید، بلکه کمال او ست درین
رجوع، بلکه تکمیل او مربوط بهمین رجوع است، چه عارف بعد از بقا متخلق
با خلاق الله است. علم اشیاء در واجب تعالی عین کمال است، و ضد آن
موجب نقصان. فکذا حال العارف المتخلف و السرف فی آیات العلم
فی التمكن يحصل حصول صورة المعلوم فيه فلا جرم يتأثر
العالم بحصول صورة المعلوم فيه و كلما كان العلم أزيد كان

التَّأَثُّرُ فِي الْعَالَمِ أَكْثَرُ فَيَكُونُ التَّغْيِيرُ وَالتَّلَوُّنُ فِيهِ أَدْسَعُ وَأَبْسَطُ
 فَيَكُونُ نَقْصًا فَلَا بُدَّ لِلطَّالِبِ مِنْ نَفْيِ هَذِهِ الْعُلُومِ كُلِّهَا وَ
 نِسْيَانِ الْأَشْيَاءِ جُلِّهَا وَالْعِلْمُ فِي الْوَاجِبِ تَعَالَى لَيْسَ كَذَلِكَ إِذَا
 هُوَ سُبْحَانَهُ مُنْزَعٌ مِنْ أَنْ يُجَلَّ فِيهِ صُورُ الْأَشْيَاءِ الْمَعْلُومَةِ بَلْ
 يَتَكَشَّفُ الْأَشْيَاءُ عَلَيْهِ تَعَالَى بِمَجَرَّدِ تَعَلُّقِ الْعِلْمِ بِهَا سُبْحَانَهُ
 لَا يَتَغَيَّرُ بِذَاتِهِ وَلَا بِصِفَاتِهِ وَلَا فِي أَعْمَالِهِ بِحُدُوثِ الْأَكْوَانِ وَ
 الْبَارِئِ الْمُتَخَلِّقِ يَصِيرُ عِلْمُهُ بِهَذِهِ الصِّفَةِ فَلَا يَجُلُّ فِيهِ صُورُ
 مَعْلُومَاتِ الْأَشْيَاءِ فَلَا تَأَثُّرُ فِي حَقِّهِ فَلَا تَغْيِيرٌ وَلَا تَلَوُّنٌ فَلَا
 يَكُونُ نَقْصًا بَلْ كَمَالًا هَذَا السِّرُّ مِنْ قَوَامِصِ الْأَسْرَارِ الْإِلَهِيَّةِ
 حَصَّ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ بِبَرَكَةِ حَبِيبِهِ
 عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالسَّلَامَاتُ أَتَمُّهَا وَأَمْلَكُهَا.

۲۷- منها این درویش را دو زدهم سال از ابتداء زمان
 انابت بمقام رضا مشرف ساختند اول نفس را باطمینان رسانیدند
 بعد از آن بتدریج بمحض فصل ایزدی بایں سعادت مستعد ساختند
 و بایں دولت مشرف نشد تا زمانے که پرتوے از رضائے آن حضرت جل سلطان
 برنافت - فَرَضِيَّتِ النَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةُ عَنْ مَوْلَاهَا وَرَضَى مَوْلَاهَا
 رَوَاهُ عَنْهَا الْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ حَمْدُ الْكَثِيرِ أَطِيبًا مُبَارَكًا فِيهِ
 مُبَارَكًا عَلَيْهِ وَكَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
 رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ كَمَا يُحِبُّ.

اگر گویند که چوں نفس راضی شد از مولائے خود، پس معنی دعا و طلب دفع بلا، چه باشد؟ گوئیم که رضا از فعل مولائے تعالیٰ، مستلزم رضا از مخلوق اوست، بلکه بسا است که رضا از مخلوق مستقیح باشد در رنگ کفر و معاصی از آن پس رضا از خلق قبیح لازم باشد و کراهت از نفس قبیح واجب. هرگاه مولای تعالیٰ از نفس قبیح راضی نباشد بنده چگونه راضی شود، بلکه بنده درین صورت مامور بشدت و غلظت است. پس کراهت از مخلوق منافی رضا از خلق آن نباشد. پس طلب دفع بلا را معنی مستحسن باشد و جمعی که فرق نه کرده اند در میان رضا از فعل و کراهت از مفعول، در وجود کراهت بعد از حصول رضا در اشکال مانده اند و در دفع آن تکلفات نموده اند، و گفته اند که وجود کراهت منافی حال رضا است نه مقام رضا. وَ اتَّخِذْ مَا حَقَّقْتُ بِالْإِهَامِ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى -

۲۸- منتهای آرزوئی آن داشت که وجه پیدا شود وجهی در نذیب حنفی تا در خلف امام قرأت فاتحه نموده آید. هرگاه قرأت در نماز فرض باشد از قرأت حقیقی عدول نموده، بقرأت حکمی قرار دادن معقول نمی شد. بآنکه در حدیث نبوی آمده عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ابابواسطه رعایت نذیب بے اختیار ترک قرأت می کرد، و این ترک را از قبیل ریاضت و مجاهده می شمرد. آخر الامر حضرت حق سبحانه و تعالیٰ ببرکت رعایت نذیب، که نقل از نذیب الحادست، حقیقت نذیب حنفی در ترک قرأت ماموم ظاهر ساخت.

و قرأت حکمی از قرارت حقیقی در نظر بصیرت زیبا تر نمود که امام و ماموم
 همه با اتفاق در مقام مناجات می ایستند. لَکَ الْمُصَلِّیٰ یُنَاجِی رَبَّهُ
 و امام را درین امر پیشوا می سازند پس امام هر چه می خواند گویا در زبان
 قوم می خواند. در رنگ آنکه جماعه پیش پادشاه عظیم الشان بحاجت بروند
 و یکے را پیشوا سازند تا از زبان همه اینها عرض حاجت نماید، برین تقدیر
 اگر دیگران نیز با وجود تکلم پیشوا، در تکلم آیند داخل سوادب ست و موجب
 عدم رضائے پادشاه. پس تکلم حکمی این جماعه که بزبان پیشوا ادا می یابد بهتر
 است از تکلم حقیقی این ها. همچنین است حال قرارت قوم با وجود قرارت
 امام که داخل شعب است، و از ادب مستبعد، و موجب تفرق که منافی
 با اجتماع است، و اکثر مسائل خلائی میان حنفی و شافعی ازین قبیل ست.
 و آنکه ظاهر و صورت مُرَجَّح بجانب شافعی است و باطن و حقیقت مؤید
 مذهب حنفی، و برین فقیه ظاهر ساخته اند که در خلائیات کلام حق بجانب
 حنفی ست. تکوین را از صفات حقیقیه می دانند، هر چند بظاهر رجوع بقدرت
 و ارادت می نماید، لیکن بدقت نظر و نور فراست معلوم می گردد که تکوین
 صفت علیحه است، علی هذا الیقین است.

و در خلائیات فقهی در اکثر مسائل حق بجانب حنفی متیقن است
 و در اقل متردد و این فقیر را در توسط احوال حضرت پیغمبر علیه و علی آله
 الصلوات و التسلیمات در واقع فرموده بودند که "توازمجتهدان علم کلامی"
 ازاں وقت در هر سئله از مسائل کلامیه این فقیر را رائے خاص ست و

علم مخصوص. در اکثر مسائل خلافیه که ماتریدیه و اشاعره در آنجا متنازع
 اند، در ابتدائے ظهور آن مسئلہ، حقیقت بجانب اشاعره مفہوم می گردد
 و چون بنور فراست حدیث نظر نموده می آید، واضح می گردد که حق بجانب
 ماتریدیه است. در جمیع مسائل خلافیہ کلامیہ رائے این فقیر موافق آرائے
 علمائے ماتریدیه است، و آنحق که این بزرگواران را بواسطہ متابعت
 سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و النجۃ شان عظیم است، کہ
 مخالفان ایشان را بواسطہ خلط فلسفیات آن شان میسر نیست. اگرچہ
 ہر دو فریق از اہل حق اند از علو شان امام بزرگترین این بزرگواران، ^{بزرگواران}
 امام اجل، پیشواے اکمل، ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہ نویسند کہ اعلم و
 ادرع و اتقائے مجتہدین است چہ شافعی و مالک و چہ احمد حنبل. ^{نامائے}
 امام شافعی می فرماید اَلْفُقَّهَاءُ كُلُّهُمْ عِيَالٌ اَبٰی حَنِيفَةً منقول است
 کہ امام شافعی چون بزیارت قبر امام اعظم می رفت، ترک اجتہاد خود می کرد،
 و برائے خود عمل نمی نمود. و می گفت کہ شرم می آید کہ در حضور ایشان عمل ^{بناہ}
 برائے خود بکنم کہ مخالف رائے ایشان باشد. ترک قرارت فاتحہ خلفا امام
 می نمود و قنوت در فجر نمی خواند. آری بزرگی شان ابی حنیفہ را شافعی دانند
 فردا کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرماید، بمذہب
 ابی حنیفہ عمل خواهد کرد، چنانکہ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ در فصول سستہ
 می فرماید، و ہمیں بزرگی ایشان را کافی است کہ پیغمبر اولی العزم بمذہب او ^{بنیاد}
 عمل نماید. صد بزرگی دیگر را باین بزرگی عدیل نمی توان یافت. ^{بنیاد}

حضرت خواجه مامی فرمودند قدس سره که چند گاه من هم خلیف امام
 قرار می نمودم، آخر الامر شیخ امام اعظم را در خواب دیدم، که قصیده
 غزل در مدح خود می خواند، و این مضمون مستفاد می گردد، که چندین اولیا در
 ندرت من بوده اند از آن وقت ترک قرار می نمودم.

۲۹. منها گاه باشد که کمال، ناقص را، اجازت تعلیم طریقت
 می کند، و در ضمن اجتماع مریدان آن ناقص کار آن ناقص با تمام می رسد،
 حضرت خواجه نقشبند، مولانا یعقوب چرخ علیہ الرحمہ را، پیش از وصول
 بدرجہ کمال، اجازت تعلیم طریقت فرموده بودند، و گفته بودند که اے یعقوب
 آنچه از من تورا سیده است بمردم برسان، و کار مولانا بعد از آن در خدمت
 خواجه علاء الدین عطار قدس سره سرانجام یافت. لهذا خدمت مولانا
 عبدالرحمن جامی در نفحات "مولانا را اول از مریدان خواجه علاء الدین
 عطار می شمرد، ثانیاً بخواجه نقشبند نسبت می کند.

و ازین قبیل است کمال مرید که استعداد یک درجه از درجات ولایت
 دارد، بعد از حصول آن درجه، آن مرید را اجازت تعلیم طریقت می کند، و آن
 مرید من وجه کامل است و من وجه ناقص، و همچنین است حال مریدیکه
 استعداد درجه یاسه درجه از درجات ولایت دارد، من وجه کامل است
 و من وجه ناقص. چه پیش از رسیدن بنهایت النہایت، همه درجات
 از یک وجه کمال دارد و از یک وجه دیگر نقص. مَعَ ذَٰلِكَ شیخ کامل
 او را بعد از حصول مرتبہ استعدادی او اجازت تعلیم طریقت می کند.

پس اجازت موقوف بر کمال مطلق نشد. باید دانست که نقص هر چند منافی اجازت است، اما چون کامل کمال ناقص را نایب خود می سازد، و دست او را دست خود می داند، ضرر نقص تعدی نمی نماید. وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْأُمُورِ كُلِّهَا.

۳. **منها یاد داشت**، عبارت از دوام حضور حضرت ذات

تعالی و تقدس، و این معنی گاه است که مرار بآب قلوب را نیز متخیل شود بواسطه جامعیت قلب. زیرا که هر چه در کلیت انسان است، در قلب تنها نیز

ثابت است، هر چند فرق اجمال و تفصیل است. پس در مرتبه قلب نیز

حضور ذات تعالی و تقدس بر سبیل دوام میسر شود. اما این معنی صورت

یاد داشت است، نه حقیقت یاد داشت، و اندراج نهایت در بدایت

تواند بود که باین صورت یاد داشت اشارت فرموده باشند، و

حصول حقیقت یاد داشت بعد از تزکیه نفس و تصفیه قلب است. لیکن اگر

مراد از حضرت ذات، مرتبه و جوب داشته شود، که ذات در آن مرتبه جامع

صفات و جویمه است، پس حصول یاد داشت بجز رسیدن بشهود این

مرتبه، بعد از طی جمیع مراتب امکانی صورت می بندد، و در تجلیات

صفاتی نیز این معنی متحقق می شود، که ملاحظه صفات درین تقدیر منافی

حضور حضرت ذات تعالی نیست. و اگر مراد از حضرت ذات تعالی مرتبه

احدیت مجرده داشته شود، که معر است از اسما و صفات و نسب و

اعتبارات، پس حصول یاد داشت بعد از طی جمیع مراتب اسمائی و صفاتی

دستی و اعتباری متصور شود، و این فقیر هر جا که بیان کرده است یادداشت
 را بمعنی آخر فرود آورده - هر چند اطلاق حضور نیز در این مرتبه ملائم نیست
 کما لا یجفی علی آریایه - چه او از حضور و غیبت بلند است - اطلاق حضور
 را ملاحظه صفت از صفات در کار است - آنچه مناسب لفظ حضور است
 تفسیر یادداشت بمعنی ثانی است، و برین تقدیر یادداشت را نهایت گفتن
 باعتبار شهود و حضور است، که فوق این مرتبه شهود و حضور را گنجایش نیست -
 یا حیرت ست یا جهل یا معرفت، نه آن معرفت که تو آن را معرفت دانی،
 که آن معرفت تو معرفت افعالی است و صفاتی، و این مقام فوق معرفت
 اسما و صفات است. بچندین مراحل - وَالصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ
 الْبَشَرِ وَعَلٰی اٰلِهٖ الْاَظْهَرِ -

۳۱ - منها تمامی این طریق و وصول بنهایت نهایت، مربوط
 بطی مقامات عشره مشهوره است که اولش توبه است و آخرش رضا -
 بیچ مقامی در مراتب کمال فوق مقام رضا متصور نیست، حتی که روست
 اخروی نیز و حقیقت مقام رضا گما نبغی در آخرت ظهور خواهد یافت،
 و حصول مقامات دیگر در آخرت متصور نیست - توبه آنجا معنی ندارد، و زهد
 گنجایش ندارد، و توکل صورت نه بندد، و صبر احتمال ندارد، آری شکر
 هر چند در آنجا متحقق است، اما آن شکر از شعب رضا است نه امر باین
 از رضا - اگر پرسند که در کامل مکمل گاه هست که رغبتی در دنیا مفهوم می گردد،
 و منافاتی توکل چیز بادیده می شود، و بے طاقتی که منافاتی صبر است مشهود می گردد،

و کراہت کہ ضدِ رضا است یافتہ می شود، وجهِ آن چه باشد؟

در جواب گوئیم کہ حصولِ این مقامات مخصوص بقلب و روح است،

و نسبت باخصِ خواصّ این مقامات در نفسِ مطمئنہ نیز حصولی می یابد، اما قالب

ازین معنی خالی و بے نصیب است ہر چند از سورتِ پرورش و شدت می ماند۔

شخص از شبلی پرسید کہ تو دعوائے محبت می کنی و این فرہی تو منافی محبت

است۔ شبلی در جواب او این شعر خواند۔

أَحَبُّ قَلْبِي وَمَا دَرِي بَدَنِي وَلَوْ دَرِي مَا أَقَامَ فِي السِّمَنِ ۴۳۱

پس منافی آن مقامات اگر در قالبِ کالے ظہور کن، ضرر ندارد در حصولِ آن

مقامات نسبت بباطنِ آن بزرگ، و در غیرِ کامل نقائصِ آن مقامات

در کلیتِ ظہور می کند بباطن و ظاہر را غیبِ دنیا می گردد، و منافی تو کل

صورت و حقیقتِ او را شامل می شود، و بقلب و قالبِ بے طاقی واضطرار

ظہور می نماید، و بروح و بدن کراہت ظاہر می گردد۔ و ہمیں چیز ہا است

کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ قبابِ اولیائے خود ساختہ است، و اکثر مردم

را از کمالاتِ این بزرگواراں محروم داشته۔ و در ابقائے آن چیز ہا در اولیا

حکمتی است غامض، و آن عدم امتیاز حق است از باطل، کہ از لوازم

این دارست، کہ محلِ ابتلا است۔ و حکمتِ دیگر در ابقائے این اشیا

در اولیا، اگرچہ بحسبِ صورت باشد، ترقی ایشان است۔ اگر این اشیا

از اولیا بالکل مرفوع شود راہِ ترقی مسدود می گردد، و در رنگِ تلک

محبوس می ماند۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْاَتْرَمُ مَتَابِعَةُ الْمُصْطَفٰی

یعنی اگرچہ کالہ از تیزی و قوتِ مقتنائے خود می ماند ۱۲

عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامَاتُ آمَنَّا بِهَا وَآمَنَّا بِهَا.

۳۲- منها الہی چسیت اینکه اولیائے خود را کردی کہ باطن ایشان زلالِ حضرت، ہر کہ قطرۂ ازاں چشید حیاتِ ابدی یافت۔ و ظاہر ایشان سیمِ قاتل، ہر کہ بآن نگرست بموتِ ابدی گرفتار آید۔ ایشان اندکہ باطن ایشان رحمت ست و ظاہر ایشان رحمت۔ باطن بین ایشان از ایشان ست و ظاہر بین ایشان از بدکیشان، بصورتِ جو نما اند، و بحقیقت گندمِ نجش۔ بظاہر از عوامِ بشر اند و باطن از خواصِ ملک، بصورتِ بر زمین اند و بمعنی بر فلک، جلیسِ ایشان از شقاوتِ رستہ است، و انیسِ ایشان بسعادتِ پیوستہ۔ اُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ اَلاَ اِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

۳۳- منها حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اولیاءِ اللہ را برہنجے مستور ساختہ است کہ ظاہر ایشان از کمالاتِ باطن ایشان خبر ندارد۔ فکیف ماعدائے ایشان۔ باطن ایشان را نسبتِ کہ بمرتبہٴ بیچونی و بیچکونی حاصل گشتہ است نیز بے چون ست، و باطن ایشان چون از عالمِ امر ست نیز نصیبِ از بیچونی دارد، و ظاہر کہ سراسر چون ست حقیقتِ آن را چہ در یابد، بلکہ نزدیک ست کہ از نفسِ حصولِ آن نسبتِ انکار نماید۔ بِغَايَةِ الْجَهْلِ وَعَدَمِ الْمُنَاسَبَةِ۔ و تواند بود کہ نفسِ حصولِ نسبتِ را داند، اما نراند کہ متعلقِ آن کیست، بلکہ بسا است کہ نفی متعلقِ حقیقی او ننساید۔ وَكُلُّ ذٰلِكَ لِغُلُوِّ تِلْكَ النِّسْبَةِ وَدُنُوِّ الظَّاهِرِ، و باطن خود مغلوب

آن نسبت است. و از دید و دانش رفته است، چه داند که چه دارد و بکه دارد
پس ناچار غیر از عجز از معرفت بمعرفت راه نباشد. لهذا صدیق اکبر رضی الله
تعالی عنه فرمود **أَلْعَجَزُ عَنْ دَرْكِ الْإِدْرَاكِ إِذْ رَأَى أَنَّهُ** نفس ادراک عبارت
از نسبت خاصه است که عجز از ادراک آن لازم است، **لَآنَّ صَاحِبَ**
الْإِدْرَاكِ مَغْلُوبٌ لَا يَعْلَمُ إِدْرَاكَهُ وَغَيْرُهُ لَا يَعْلَمُ حَالَهُ كَمَا مَرَّ ناظر الی

۳۴. **منها** شخصی بود در لباس صوفیا که بیدعت اعتقادی
بتلا بود. این فقیر در حق او تردّد داشت، اتفاقاً می بینم که انبیا صلوات
الله تعالی و تسلیمااته علیهم باجمعین جمع اند و همه بزبان واحد می فرمایند
در حق آن شخص که **«لَيْسَ مِنَّا»** درین اثنا بخاطر رسید که از شخص دیگر که
فقیر در حق او تردّد بود استفسار نمایم، درباره او فرمودند **«كَانَ مِنَّا»**
لَعُوذُ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ مِنْ شَوْءِ الْأَعْتِقَادِ وَمِنْ طَعْنِ أَنْبِيَائِهِ الْأَعْجَادِ

۳۵. **منها** برین فقیر ظاهر ساختند که لفظ قرب و معیت و
احاطه حق سبحانه که در قرآن مجید واقع شده است، از جمله متشابهات
قرآنی است، در رنگ ید و وجه. و همچنین است لفظ اول و آخر و ظاهر و
باطن و امثال آنها پس حق سبحانه و تعالی را قریب گوئیم، اما معنی قرب **قرب** ۱۰۰
ندائیم که چسبیت، و همچنین اول گوئیم. اما ندائیم که مراد از اول چه باشد،
و معنی قرب و اولیت که در حیطه علم و فهم ما درآید، حق سبحانه و تعالی
از آن منزّه و برتر است، و آنچه در کشف و شهود یا گنج، او تعالی
از آن متعالی و پاک است، و قرب و معیت او تعالی که بعضی از

متصوفه بطریق کشف دریافته اند و بآن معنی کشفی حق را سبحانه قریب و
مَعَ می دانند مستحسن نیست، قدمی در مذہب مجسمه دارد و آنچه بعضی
از علما در تاویل آن گفته اند و از قرب قرب علمی مراد داشته اند در رنگ
تاویل ید است بقدرت و وجه است بذات، و مجوز است نزد یک
مجوزان تاویل، و ما تجویز تاویل نمی کنیم، و تاویل آن را بعلم حق سبحانه
حواله می نمایم. اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَتٰهُمُ الْهُدٰی

۳۴ - منها این فقیر نماز وتر را گاهی در اول شب ادا می کرد،
و گاهی با آخر شب می گذاشت. در شبی از شبها نمودند که در صورت تاخیر
ادائے نماز وتر چون مصطفیٰ بخواب رود و نیت دارد که در آخر شب وتر را
ادا خواهد نمود، کتبه اعمال حسنات او تمام شب حسنات را بنام او
می نویسد، تا زمانه که وتر را ادا نماید پس هر چند وتر را بتاخیر ترا داند نماید
بهتر باشد. مَعَ ذٰلِكَ اِیْنَ فَقِیْرًا دَر تَعَجِیْلٍ وَ تَاخِیْرٍ وَ تَرغِیْرٍ از متابعت
سید البشر علیه و علی آله الصلوات و التسلیمات هیچ چیز منظور نیست، و
بسیار، هیچ فضیلت را بمتابعت عدیل نمی اندازد، و حضرت رسالت و ترا گاهی
اول شب ادا فرموده اند و گاهی آخر شب. سعادت خود را در آن می دانند
که در امری از امور تشبیه بآن سرور نماید، عَلَیْهِ و عَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ و السَّلَامُ
اگرچه آن تشبیه بحسب صورت باشد مردم در بعضی سنن نیت احیائے لیل
و مثل آن را دخل می دهند. عجب می آید از کوتاهی ایشانیان هزار احیائے
لیالی را بنیم جو متابعت تحریم عشره اخیره ماه رمضان را اعتکاف

نشستیم، یا ران را جمع کرده گفتیم که غیر از متابعت نیست دیگر نه کنیده، که
تبتل و انقطاع ما چه خواهد بود، صد گرفتاری را بحصول یک متابعت
قبول داریم، اما هزار تبتل و انقطاع را بے توسل متابعت قبول نه داریم
آنرا که در سرائے نگار سیت فارغ است از باغ و بوستان و تماشاخانه لاله زار
رَزَقَنَا اللَّهُ سُبْحَانَهُ كَمَالَ مُتَابَعَتِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلِهِ الصَّلَوَاتُ
وَالسَّلَامَاتُ أَتَمُّهَا وَأَمْكَلُهَا.

۳۷- منها وقتی از اوقات با جمعی از درویشان نشسته بودیم
ایں فقیر از محبت خود که نسبت بخلایمان آن سرور داشته علیه و علی الیه
الصَّلَوَاتُ وَالسَّلَامَاتُ چنین گفت، که محبت آن سرور بر نهی
مستولی شده است که حق سبحانه و تعالی را بواسطه آن دوست می دارم
که رب محمد است. حاضران از این سخن در تحیر ماندند، اما مجال مخالفت
نداشتند، این سخن نقیض سخن رابعه است، که گفته آن سرور در خواب
گفتم که محبت حق سبحانه و تعالی بر نهی استیلا یافته است که محبت شمارا
جانمانده است. این هر دو سخن هر چند از سکر خبر می دهد، اما سخن من اصالت
دارد، او در عین سکر گفته، و من در ابتداء صحو، و سخن او در مرتبه صفات
است، و سخن من بعد از رجوع از مرتبه ذات. زیرا که در مرتبه ذات تعالی
این قسم محبت را گنجایش نیست. جمیع نسب را از آن مرتبه کوتهی است.
آنجا همه حیرت ست یا جهل، بلکه بذوق، نفی محبت در آن مرتبه می کنند
بیچ وجه خود را شایان محبت او نمی دانند. محبت و معرفت در صفات

است و پس - محبت ذاتی که گفته اند مراد از آن ذات احدیت نیست، بلکه ذات، بایعض از اعتبارات ذات است - پس محبت رابعه در مرتبه صفات است - **وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمَلِكُ الْمُتَعَالِ وَالصَّمَدُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْبَشَرِ وَاِلٰهِ الْاَكْظَرِ** -

۳۸ - **منها** شرافت علم باندازه شرف و رتبه معلوم است - معلوم هر چند شریف تر، علم آن عالی تر - پس علم باطن که صوفیه بآن ممتازند، اشرف باشد از علم ظاهر، که نصیب علمائے ظواهر است - بر قیاس شرافت علم ظاهر، بر علم حجامت و حیاکت - پس رعایت آداب پیر که علم باطن را از او اخذ کنند با صغاف زیاده باشد از رعایت آداب استاد که علم ظاهر از او استفاده نمایند، و همچنین رعایت آداب استاد علم ظاهر با صغاف زیاده است از رعایت آداب استاد حجام و حیایک، و همین تفاوت در اصناف علوم ظاهری جاری است، استاد علم کلام و فقه اولی و اقدم است از استاد علم نحو و صرف، و استاد نحو و صرف اولی است از استاد علوم فلسفی، با آنکه علوم فلسفی داخل علوم معتبره نیست، اکثر مسائل آن لا طائل است و بے حاصل، و اقل مسائل آن که از کتب اسلامیة اخذ نموده اند، و تصرفات در آن کرده، از جهل مرکب خالی نیستند، که عقل را در آن موطن مجال نیست - **طوریته و رابطه عقلی نظمه است** -

باید دانست که حقوق پیر فوق حقوق سایر ارباب حقوق است، بلکه نسبت ندارد حقوق پیر بحقوق دیگران، بعد از انعامات حضرت حق سبحانه

واحسانات رسولی او۔ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ الصَّلٰوٰتُ وَالتَّسْلِیْمٰتُ، بلکہ
 پیر حقیقی ہمہ، رسول اللہ است، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ ولادتِ صوری
 ہر چند از والدین ست، اما ولادتِ معنوی مخصوص بہ پیر است۔ ولادتِ
 صوری را حیاتِ چند روزہ است، و ولادتِ معنوی را حیاتِ ابدی است۔
 نجاساتِ معنویہ مرید را پیر ست کہ بقلب و روح خود گناہی می نماید و تطہیر ^{نہ}
 اشکنبہ اومی فرماید۔ در توجہات کہ نسبت بہ بعضی مسترشداں واقع
 می شود، محسوس می گردد، کہ در تطہیر نجاساتِ باطنہ ایشان تلوثی بصاحب ^{نہ}
 توجہ نیز می دود، و نازمانے مکرر می دارد۔ پیر است کہ بتوسل او بخدای رسد
 عز و جل، کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و آخرویہ است۔ پیر است کہ بوسیله
 او نفسِ آمارہ کہ بالذات خبیث ست مُزکی و مُطہری گردد، و از آثارِ
 باطنیان می رسد، و از کفرِ جبلّی باسلام حقیقی می آید۔
 گر بگویم شرح این بے حد شود

پس سعادتِ خود را در قبولِ پیر باید دانست۔ و شقاوتِ خود را در ردّ او۔
 نَعُوْذُ بِاللّٰهِ شُبَّحَانَهُ مِنْ ذٰلِکَ۔ رضائے حق سبحانہ را در پس پرده رضائے
 پیر مانده اند۔ تا مرید در مرضیِ پیر خود را گم نسازد بمرضیاتِ حق سبحانہ نرسد
 آفتِ مرید را زارِ پیر است۔ ہر زلتی کہ بعد آں باشد، تدارکِ آں ممکن ست
 اما آں پیر را هیچ چیز تدارک نمی توان نمود، آزارِ پیر پنج شقاوت ست مرید را،
 عِیَاذُ اللّٰهِ شُبَّحَانَهُ مِنْ ذٰلِکَ۔ ^۱ ^۲ ^۳ ^۴ ^۵ ^۶ ^۷ ^۸ ^۹ ^{۱۰} ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹}

۱۴۳۳ بباطن تعلق دارد خود چه گوید، و اثری از احوال اگر با وجود آزار و سیر باقی ماند
از استدرج باید شمرد، که آخر بخوابی خواهد کشید و غیر از ضرر نتیجه نخواهد داد -
و السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى -

۳۹ - منها قلب از عالم امر است، و او را بعالم خلق تعلق و
تعشق داده بعالم خلق فرود آورده اند، و بمصنعه که در جانب چپ است،
تعلق خاص بخشیده اند - در رنگ آنکه پادشاه و بختاس تعشق پیدا شود،
و بسبب آن در منزل کناس نزول نماید - و روح که الطف از قلب
است از اصحاب یمن است، و لطائف ثلثه که فوق لطیفه روح اند
بشرف "خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَطُهَا" مشرف اند - هر چند لطیف تر بوسط
مناسب تر - لَا آتَ الْيَسْرَ وَالْخَفْيَ عَلَى طَرَفِي الْأَخْفَى أَحَدُهُمَا عَلَى
الْيَمِينِ وَالْآخِرُ عَلَى الشِّمَالِ - و نفس مجاور حواس است تعلق بدماغ
داده، و ترقی قلب منوط است بوصول او در مقام روح، و بمقام فوق
روح، و همچنین ترقی روح و ما فوق او مربوط است بوصول آنها بمقامات
فوقانی - لیکن این وصول در ابتدا بطریق احوال است، و در انتها بطریق
مقام، و ترقی نفس برسدن او است در مقام قلب بطریق احوال، در
ابتدا و بطریق مقام در انتها - و در آخر کار این لطائف بسته بمقام اخفی
می رسند و همه باتفاق قصد طیران عالم قدس می نمایند - و لطیفه قالب را
خالی و تهی می گذارند - اما این طیران نیز در ابتدا بطریق احوال است و در انتها
بطریق مقام - وَحِجْرٌ يَحْصُلُ الْفَنَاءُ - و موتی که پیش از موت گفته اند

عبارت ازین جدائی لطائف است از لطیفه قالب - و بر بقای حس و
حرکت در قالب بعد از مفارقت اینها در جایهای دیگر بیان کرده شده است،
از آنجا باید طلبید - این ورق گنجایش تفصیل ندارد، با اشاره و رموز سخن
می رود - لازم نیست که جمیع لطائف در مقام جمع شوند و از آنجا
طیران نمایند - گاه باشد که قلب و روح هر دو با اتفاق این کار کنند - و گاهی
هر سه، و گاهی هر چهار، و آنچه اول مذکور شد اتم و اکمل است، و مخصوص است
بولاية محمدی علیه و علی آله الصلوات و التسلیات، و باعدائے او قسمی
از اقسام ولایت است، و چون آن لطائف است، بعد از مفارقت از قالب
و وصول بمقام قدس و تلون بصیغ آن، اگر بقالب باز رجوع نمایند، و تعلق
پیدا کنند سوائے تعلق حقیقی، و حکم قالب گیرند، و بعد امتزاج یک قسم فناء پیدا
پیدا کنند، و حکم میت بگیرند، درین وقت بتجلی خاص متجلی گردند، و از سر حیات
پیدا کنند، و بمقام بقا بالله متحقق شوند، و متعلق باخلاق الله گردند، درین
وقت اگر آن را خلعت بخشیده بعالم باز گردانند، معامله از دُئوبندی خواهد
انجامید، و مقدمه تکمیل پیدا خواهد شد، و اگر بعالم باز گردانند و تدلی بعد
دُئو حاصل نشود، از اولیای عزلت خواهد بود، و ترتیب طالبان و تکمیل
ناقصان از دست او نخواهد آمد - اینست حدیث بدایت و نهایت بطریق
رضواشاره - اما فهمیدن آن بغير قطع این منازل محال است - وَالسَّلَامُ عَلٰی
مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْاٰتِمُّوْا بَعْدَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ الصَّلٰوَةُ
وَالسَّلَامُ -

۴۰- منها حضرت حق سبحانه و تعالی انزال تا ابد بیک کلام مکمل

است، آن کلام متبعض و متجزی نیست، چه سکوت و خرس در حق او تعالی محال است، چه عجب هرگاه انزال تا ابد در آنجا آن واحد باشد، اذ لا یجیئ علیه شمعانہ زمان. در آن واحد غیر از کلام واحد بسیط چه وقوع آید، و آن کلام واحد نشان چندین اقسام کلام گشته است باعتبار تعدد تعلقات، مثلاً اگر بمأمور تعلق گرفته است امر ناشی شده، و اگر بمنهی منی نام یافته، و اگر باخبار خبر سپید گشته. غایه مافی الباب. اخبار ریاضی و استقبال جمیع را در اشکال می اندازد، و از تقدم و تاخر و ال بتقدم و تاخر مدلول می برد و لا اشکال، زیرا که ماضی و استقبال از صفات مخصوصه دو آل است که باعتبار انبساط آن پیدا شده است، و در مرتبه مدلول چون آن آن بحال خود است، و هیچ انبساطی پیدا نه کرده است، ماضی و استقبال را گنجایش نیست. از باب معقول گفته اند که ماهیت واحد را باعتبار وجود خارجی لوازم علیحدہ است، و باعتبار وجودی صفات جدا - هرگاه در شئی واحد تباین صفات و لوازم باعتبار تغایر وجود و هویت جائز باشد در دال و مدلول که فی الحقیقت از یک دیگر جدا اند بطریق اولی محوز باشد، و آنکه گفته شد که انزال تا ابد آن واحد است، از شکی عبارت است، و الا آن نیز آنجا گنجایش ندارد. آن هم در رنگ زبان اینجا ثقیل باید دانست، ممکن که در مقامات قرب الهی جل سلطانه پا از دایره امکان بیرون می نهد، انزل و ابد را متحد می یابد حضرت رسالت خاتمیت

عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ در شب معراج در مقامات
عروج یونس را در بطن ماهی یافت، و طوفان حضرت نوح موجود بود،
علیهم الصلوة والسلام. و اهل بهشت را در بهشت دید، و دوزخیان را در دوزخ،
و بعد از پانصد سال که نصفِ یوم است از زبان دخول بهشت عبدالرحمن
بن عوف که از اغنیای صحابه است علیهم الرضوان در بهشت در آمد. و
حضرت پیغمبر از دیر آمدن او پرسیدند، او از عقبات محن خود خبر داد، و این همه
در رنگ آن مشهود گشت، ماضی و استقبال را گنجایش نبود.

و این حقیر را نیز در بعضی از اوقات بصدقه حبیب الله علیه الصلوة والسلام
این حالت پیدا شده بود، ملائک را در عین سجود یافت که بحضرت آدم
می کردند، و هنوز سر از سجده نه برداشته بودند، و ملائک علیین را از این
ساجدان جدا دید که بسجده مامور نگشته اند، و در مشهود خود مستهلک و
مستغرق اند، و احوالی که در آخرت موعود اند، در همان آن مشهود
گشتند، و چوں مدتی بریں واقع گزشت بود تفصیل احوالی آخرت نکرد
که بر حافظه خود اعتماد نه داشت. لیکن باید فهمید که این حالت هر چند
پیغمبر و روح ایشان را شده بود و مشهود بصرو بصیرت، و دیگران را
که طفیلی اند، اگر این حالت بطریق تبعیت دست دهد، مقصور بر روح
است و مخصوص به بصیرت. ۵

در قافله که اوست دائم ترسم این بسکه رسد ز دور بانگ جرم
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ آمَنَّا وَآمَنَّا بِهَا.

۴۱. منها تکوین یک از صفات حقیقه واجب الوجود است
 تعالی و تقدس. اشاعه تکوین را از صفات اضافیه می دانند و قدرت
 ارادت را در ایجاد عالم کافی می انگارند، اما حق آنست که تکوین صفت
 حقیقه علیحده است، ماورای قدرت و ارادت. بیان آنکه قدرت
 بمعنی صحت فعل و ترک است، و ارادت تخصیص یک از این دو طرف
 قدرت است که فعل و ترک باشد. پس رتبه قدرت مقدم شد بر رتبه
 ارادت، و تکوینی که ما و را از صفات حقیقه می دانیم، رتبه او بعد از رتبه
 قدرت و ارادت است. کار آن صفت ایجاد آن طرف مختص است.
 پس قدرت مصحح فعل است، و ارادت مختص آن، و تکوین موجب آن،
 پس از تکوین چاره نبود. و مثل آن مثل استطاعت مع الفعل است، که
 علمای اهل سنت آن را در عبادات کرده اند، و شک نیست که این
 استطاعت بعد از ثبوت قدرت است، بلکه بعد از تعلق ارادت، و
 تحقق ایجاد مربوط باین استطاعت است، بلکه آن استطاعت موجب
 فعل است، و طرف ترک آنجا مفقود است، و حال صفت تکوین همین
 است، که ایجاد با و بطریق ایجاب است، اما این ایجاب در واجب تعالی
 ضرر نمی کند، که ثبوت آن بعد از تحقق قدرت است که بمعنی صحت فعل
 و ترک است، و بعد از تخصیص ارادت، بخلاف آنچه حکمائی فلسفه
 گفته اند، و شرطیه اولی را واجب الصدق گمان کرده اند، و شرطیه ثانیه
 را مستمع الصدق، و نفی ارادت نموده اند، صریح در ایجاب است.

تَعَالَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا۔ وایجابے کہ بعد از تعلّق ارادت و تخصیص احد المقدورین پیدا شود، مستلزم اختیار است، و موکد آن، نه نافی اختیار و کشف صاحب فتوحات نیز موافق رائے حکما واقع شده اینجاست، در قدرت شرطیہ اولی را واجب الصدق می داند؛ و ثانی را ممتنع الصدق، و این قول بایجاب است، ارادت بیکار می افتد که تخصیص احد المتساویین این جا منتفی است، و اگر تکوین این معنی را اثبات کنند گنجائش دارد، که از شباهت ایجاب مبرا است۔ این فرق تدقیقی ست، که بیان آل کم کے سبقت کرده است۔ علمائے ماتریدیه ہر چند این صفت را اثبات کرده اند، اما باین حدت نظر پے نبرہ اند۔ اتباع سنت سنیہ مصطفویہ، علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ، در میان سائر متکلمین، ایشان را باین معرفت ممتاز ساخته است، و این حقیر از خوشہ چینان این اکابر است۔
 بَشَرًا اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَى مُعْتَقَدَاتِهِمْ الْحَقَّةِ بِحُزْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالسَّلَامَاتُ آمَنَّا بِهَا وَآمَنَّا بِهَا۔

۴۲۔ منہا رویت خداوند عزوجل در آخرت مومنان را حق الہیہ است۔ این مسئلہ است کہ غیر از اہل سنت و جماعت هیچ کس از فسرق اسلامیین و حکمائے فلاسفہ بجواز آن قائل نیست۔ باعث انکار ایشان قیاس غائب است بر شاہد۔ و آن فاسد ست۔ مرئی ہر گاہ بچون و بچگون باشد، رویتے کہ باو تعلّق گیر، نیز بے چون خواهد بود۔ ایمان باو باید آورد، و اشتغال بکیفیت او نباید کرد۔ این برتر را مروز بر خواص اولیا ظاہر ساختہ اند۔

هر چند رویت نیست، اما بے رویت نیست، کائنات تَرَکاء - فردا همه مومنان
 حق سبحانه و تعالی را خواهند دید چشم ستر اما هیچ درک نخواهند کرد، لا تُدْرِكُهُ
 الْاَبْصَارُ - و چیزی خواهند دریافت، عِلْمٌ یَقِیْنِ بَأَنَّهُمْ مِیْبِیْنُ و التَّذٰذِیْکَ
 مترتب بر رویت است، غیر این دو چیز از لوازم رویت همه مفقود است -
 این مسئله از اعمق مسائل کلام است، طوری عقل در اثبات و تصویر آن
 عاجز است. متابعان انبیا از علما و صوفیه آن را بنور فرست، که مقتبس
 از انوار نبوت است، دریافتند، و همچنین مسائل دیگر از علم کلام که عقل در
 اثبات آنها عاجز و متحیر است، علمائے اهل سنت را بنور فرستست فقط
 و صوفیه را هم بنور فرست و هم کشف و شهود - فرق در میان کشف و فرست
 اینست، همچون فرق در میان حدیثات و حیات است. فرست نظریات را
 حدیثات می سازد، و کشف حیات، و مسائلی که اهل سنت بآنها قائل اند
 و مخالفان ایشان که التزام طوری عقل نموده اند، از آنها منکر اند، همه از آن
 قبیل اند، که بنور فرست معلوم گشته اند و بکشف صحیح مشهود شده - اگر
 در بیان آن مسائل ایضا حجت نموده آید مقصود از آن تصویر و تنبیه است،
 نه اثبات آنها بنظر و دلیل - چه نظر عقل در اثبات و تصویر آنها کور است -
 عجب از علمائے که درین مسائل خود را در مقام استدلال می آرند و می
 خواهند که بدلائل اثبات کنند و بر مخالفان حجت تمام کنند، این میسر
 نمی شود و با تمام نیز نمی رسد - مخالفان خیال می کنند که مسائل ایشان
 نیز در رنگ استدلال ایشان مزین و نامتام اند - مثلاً علمائے

اهل سنت استطاعت مع الفعل اثبات کرده اند. این مسئله از مسائل
 حقه است که بنور فراست و کشف صحیح معلوم گشته است، آنا دلائل
 که بر اثبات او آورده اند مزلیف و نا تمام است. اقوی ادله ایشان اینست
 بر اثبات آن مسئله عدم بقائے اعراض است در دو زبان، چه اگر
 عرض باقی باشد لازم آید قیام عرض بعرض و آن محال است. و چون این
 این دلیل را مخالفان مزلیف و نا تمام دانسته اند یقین کرده اند که
 آن مسئله نیز نا تمام است. ندانسته اند که مقتدائے ایشان درین مسئله
 و در امثال این مسئله نور فراست است که مقتبس از انوار نبوت است
 اما این تقصیر است که حدسی و بدیهی را در نظر مخالفان نظری می سازیم
 و بتکلفات در اثبات آن می کوشیم، غایة مافی الباب. حدسی و بدیهی
 مابین مخالفان حجت نیست. گویا باشد، غیر از اعلام و تبلیغ بر ما لازم
 نساخته اند، هر که حسن نشائے مسلمانی دارد بے اختیار قبول خواهد کرد،
 و هر که بے نصیب است غیر از انکار نخواهد افزود. و در میان علمائے
 اهل سنت طریق اصحاب شیخ الاسلام شیخ ابو منصور مابین بدیهی چه زیبا
 است، که اقتضای هر مقاصد فرموده اند و اعراض از تدقیقات فلسفیه
 نموده. طریق نظر و استدلال بطریق فلسفی در میان علمائے اهل سنت جماعت
 از شیخ ابوالحسن اشعری ناشی شده است، و خواسته که معتقدات اهل سنت
 را با استدلال فلسفی تمام سازد، و این دشوار است، و دلیر ساختن است
 مخالفان را بر طعن اکابر دین، و گذاشتن است طریق سلف را.

ثَبَّتْنَا لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى مُتَابَعَةِ أَرْأِ أَهْلِ الْحَقِّ الْمُقْتَبَسَةِ مِنْ
أَنْوَارِ النُّبُوَّةِ عَلَى صَاحِبِهَا الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْلِيمَاتِ أَمَّهَا وَآكَلَهَا.

۴۳۔ منہا بحکمِ کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اظهارِ این نعمتِ عظمیٰ می نماید کہ این فقیرِ یاقینے نسبت بمعقداتِ
کلامیہ کہ بروفقِ آرائے اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت واقع شدہ اند
در نہجِ حصولِ پیوستہ است کہ در جنبِ آن یقینِ یقینے کہ نسبت باجملہ
بدیہیات حاصل است حکمِ ظنیات بلکہ وہمیات دارد، مثلاً چون
موازنہ می کنم یقینے را کہ نسبت بہر یک از مسائلِ کلام حاصل ست با یقینے کہ
نسبت بوجودِ آفتاب دارم حیف می آید کہ یقینِ ثانی را نسبت بہ یقینِ
اول اطلاقِ یقین نموده آید۔ اربابِ عقولِ این معنی را قبول کنند یا نہ،
بلکہ البتہ قبول نہ کنند کہ این بحث درائے طورِ نظرِ عقل ست، عقل
ظاہر میں راجز انکار ازین مقام نصیبے نیست حقیقتِ این معاملہ آنست
کہ یقینِ کارِ قلب ست، و یقینے کہ قلب را مثلاً بوجودِ آفتاب حاصل میگردد
بتوسطِ حواس ست، کہ حکمِ حواسیس دارند، و یقینے کہ یکے از مسائلِ کلامیہ
قلب را حاصل شدہ است، بے توسطِ احدے است کہ بطریقِ الہام
از حضرت وہابِ جل و علا بے واسطہ تلقی نموده است و اخذ فرمودہ۔
پس یقینِ اول بمشائے علمِ یقینِ آمد و یقینِ ثانی بمشائے عینِ یقین —
شَتَّانَ مَا بَيْنَهُمَا۔ ر

مشیدہ کے بود مانند دیدہ

۴۴ - منتهای چوں طالب را بمحض فضل خداوندی جل سلطان

ساحت سینۀ او از جمیع مرادات خالی شود، و خواسته غیر از حق سبحانه
 او را نماند، درین وقت آنچه مقصود از آفرینش اوست میسر شده باشد،
 و حقیقت بندگی بجا آمده - بعد ازین اگر خواهند که او را برای تربیت
 ناقصاں باز گردانند، از نزد خود اراده تے او را خواهند عطا فرمود، و اختیار
 خواهند داد، که در تصرفات قوی و فعلی مختار و مجاز باشد در رنگ عبودیت
 ماذون، درین مقام که مقام مخلوق با خلاق الله است صاحب
 اراده هر چه خواهد برای دیگران خواهد خواست، و مصالح دیگران منظور
 خواهد داشت، نه مصالح نفس خود، کما هو حال إِرَادَةِ الْوَاجِبِ تَعَالَى
 بَلْ يَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَى - و لازم نیست بلکه جائز نیست که این صاحب
 اراده هر چه خواهد بوقوع آید که شرک است و بندگی آنرا بر نتابد - حضرت
 حق سبحانه و تعالی جیب خود را علیه و علیّ الیه الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 می فرماید "إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ" ^{وَمَا يَسْتَكْبِرُ}
 هرگاه ارادت سید البشر در توقف افتد دیگران را چه مجال - و ایضا
 لازم نیست که جمیع مرادات این صاحب الادت مرضی حق باشند ^{وَمَا يَسْتَكْبِرُ}
 تعالی و تقدس - و الا بر بعضی افعال و اقوال آن سرور علیه و علیّ الیه
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اعتراض از حق سبحانه نازل نمی شد، کما قال
 سُبْحَانَهُ مَا كَانَ لِشَيْءٍ أَلَّا يَهْدِيَ اللَّهُ غَنَافَةَ النَّاسِ لِمَا يُشَاءُونَ وَمَا يُؤْتِيهِمْ مِنْ فَضْلٍ خَفِيفٍ أَوْ كَثِيفٍ وَلَا يَجِدُونَ لِشَيْءٍ غِنًى وَلَا فَقْرًا
 عَفَا اللَّهُ عَنْكَ چه عفو در تقصیرات متصور است با آنکه جمیع مرادات حق

جل و علامرضیات حق سبحانه نیستند، کالکفر والمعاصی.

۴۵- منها امام من درین کار کلام الله است، ویرین درین

دفعه امر قرآن مجید، اگر هدایت قرآن نمی بود راه بجانب عبادت معبود بحق نمی کشود

درین راه هر لطیف والطف ندائے "انا الله" می زند، و رونده راه را

گرفتار پرستش خودی سازد، اگر چون ست خود را بصورت بیچونی و امی نماید،

و اگر تشبیه است خود را به هیئت تنزیه جلوه گرمی گرداند- درین جا امکان

بوجوب متمرج است، وحدوث بقدم مختلط- اگر باطل است بصورت

حق هویدا است، و اگر ضلالت است بشکل هدایت پیدا- بیچاره سالک

حکیم مسافر اعلمی دارد که بهر یک "هَذَا آيَتِي" گویاں رومی آمد- حضرت حق

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى خُود را به خَالِقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ می ستاید،

"وَرَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" می فرماید و در وقت عروج چوں این صفا

را بر آلهه مستحمله عرض نموده شرب اختیار با نمودند، و روبرو زوال آوردند-

لا جرم "لَا أُحِبُّ إِلَّا فِلِئِينَ" گویاں رُوزِهمه تافت، و قبله توجه جز

ذات واجب الوجود نداشت- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا

كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ-

۴۶- منها ما چهار کس بودیم در ملازمت خواجه خود، که

پیش مردم در میان سائریاران امتیاز داشتیم- هر کدام ما را نسبت

بحضرت خواجه اعتقاد علیحدّه بود و معامله جدا- این فقیر به یقین می دانست

که مثل این صحبت واجتماع و مانند این تربیت و ارشاد بعد از زبان

آں سرور علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہرگز بوجہ نیامده
 است۔ و شکر این نعمت بجای آید کہ اگرچہ بشرف صحبت خیر البشر
 علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام مشرف نشد بارے از سعادت
 این صحبت محروم نمائد، و حضرت خواجہ ما از احوال آں سہ دیگر چنین
 می فرمودند کہ فلانے مرا صاحب تکمیل می داند، اما صاحب ارشاد نمی
 پندارد۔ و نزدیک مرتبہ ارشاد زیادہ از تکمیل بودہ، و فلانے بہا کارے ندارد
 و آں دیگر را می فرمودند کہ نسبت بہا انکار دارد، و ہر کدام مارا با ندازہ
 اعتقاد ہرہ رسید۔

باید دانست کہ اعتقاد مرید یا فضیلت پیر و کملیت او از ثمرات
 محبت است، و از نتائج مناسبت، کہ سبب افادہ و استفادہ است۔
 اما باید کہ پیر را بر جانتے کہ فضل آہاد در شرع مقرر است فضل ندید کہ
 موجب افراط است در محبت و آں مذموم است۔ شیخ را خرابی از افراط
 محبت اہل بیت آمدہ، و نصاری از افراط محبت حضرت عیسی را
 علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ابن اللہ خواندہ اند، و در خسارت ابدی
 ماندہ، لیکن اگر براسوائے اینہا فضل بدہر مجوز مت، بلکہ در طریقت
 واجب، و این فضل دادن نہ باختیار مرید است بلکہ اگر مرید مستعد
 است بے اختیار دے این اعتقاد پیدا می گردد، و بواسیلہ آں
 کمالات پیر را کتساب می فرماید۔ اگر این فضل دادن باختیار مرید
 باشد و تکلف پیدا کند مجوز نباشد و نتیجہ نہ بخشد۔

۴۷- منها درجه علیا در نفی و اثبات بکلمه طیبه لا اله الا الله آنست که هر چه در دید و دانش و کشف و شهود در آید، و هر چند تنزیه صرف و بے کیف محض نماید، این همه در تحت لا داخل شود و در جانب اثبات غیر از تکلم بکلمه مستثنی که بمواطات قلب صادر گردد نصیب نباشد.

عناقش کار کس نشود دام باز چسب کا بنجا همیشه باد بدست است ارا
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَا
عَلٰی اٰلِهٖ الصَّلٰوٰتُ وَالتَّسْلِیْمٰتُ.

۴۸- منها حقیقت قرآنی و حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت محمدی است علی مظهرها الصلوة والسلام والتحية، لهذا حقیقت قرآنی امام حقیقت محمدی آمد، و حقیقت کعبه ربانی مسجود حقیقت محمدی گشت، مع ذلك حقیقت کعبه ربانی فوق حقیقت قرآنی است. آنجا همه بے صفی و بے رنگی است، و شیون و اعتبارات را در آن موطن گنجایش نیست، تنزیه و تقدیس را در آن حضرت مجال نه. ع
آنجا همه آنست که برتر از بیان است

این معرفت است که هیچ یک از اهل انبیاء لب نه کشاده است، و بر فر و اشارت هم از آن مقوله سخن نرانده. این درویش را باین معرفت عظمی مشرف ساخته اند و در میان ابنائے جنس ممتاز گردانیده، کُلُّ ذَٰلِكَ بِصَدَاقَةِ حَبِیْبِ اللَّهِ وَبَرَکَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ مِنْ

الصَّلَوَاتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ أَكْمَلُهَا.

باید دانست که صورت کعبه همچنان که مسجود صوراً شیاست،
حقیقت کعبه نیز مسجود حقائق آن شیاست، وَأَقُولُ قَوْلًا عَجَبًا لَمْ
يَسْمَعْهُ أَحَدٌ وَمَا أَخْبَرَهُهُ مُخْبِرٌ بِإِعْلَامِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَالْهَامِ
تَعَالَى إِيَّايَ بِفَضْلِهِ وَكَرَمِهِ، آنکه بعد از هزار و چند سال از زبان رحلت
آن سرور علیه و علی الیه الصَّلَوَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ زبانه می آید که حقیقت
محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبه متحد گردد. این
زبان حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و مظهر ذات احد جل سلطانه
گردد، و هر دو اسم مبارک بمسمی متحقق شود، و مقام سابق از حقیقت
محمدی خالی ماند تا زمانه که حضرت عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام
نزول فرماید و عمل بشریت محمدی نماید عَلَیْهِمَا الصَّلَوَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ
والتَّحِيَّاتُ، در آن وقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج فرموده
بمقام حقیقت محمدی که خالی مانده بود استقرار کند.

۲۹. مِنْهَا اِذَا كَلِمَةُ طَيْبَةٍ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ نُمِي بُوْد، راس

بجناب قدس خداوندی جل سلطانه که می نمود، و نقاب از چهره توحید که
می کشود، و فتح ابواب جنات که می فرمود، کوه کوه صفات بشریه با استعمال
کلمه این لا کنده می شود، و عالم عالم تعلقات ببرکت تکرار این نفی
منتفی می گردد، و نفی آن آله باطله را منتفی می سازد، و اثبات آن معبود را
برحق را جل شانۀ مثبت می سازد. سالک مدارج امکانی را بمقدار او
له کوه کوه و عالم عالم کداز از کثرت است. لکن کلمه آله است آینه که بدان زمین را برآینه زلالیت بکاوند.

فقط قطع می نماید، و عارف بمعارج و جوی ببرکت او ارتقای فرماید. ادست که
در بیان از تجلیات افعال تجلیات صفات می برد، و از تجلیات صفات تجلیات
ذات می رساند.

تا بجا روی لا نروبی راه نرسی در سراسر **إِلَّا اللَّهُ**
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالتَّزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى
إِلَى الصَّلَوَاتِ وَالسَّلَامَاتِ أَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا.

۵۰- منزهات خدمت مخدوم شیخ شرف الدین منیری در مکتوبات
خود نوشته اند که معوذتین را در نماز فرض نباید خواند که ابن مسعود رضی الله تعالی عنه
در قرآنیت این دو سوره مخالف جمهور است. پس در فرض قطعی
قرارت آن دو سوره محسوب نباید کرد. و این فقیر هم نمی خواند، تا آنکه
روزی برین فقیر ظاهر ساختند که گویا معوذتین حاضر اند، و از مخدوم
در باب منع قرارت آنها در فرض شکایت دارند که ما را از قرآن اخراج
می نماید. ازاں زبان ازاں منع ممتنع گشتم، و شروع در قرارت آنها
در فرض نمودم، هر مرتبه که آن دو سوره کریمه را در فرض می خوانم احوال
عجیبه مشاهده می نمایم، و الحق که چوں بعلم شریعت رجوع نموده اید منع
قرارت آن دو سوره را در فرض وجه پیدائی شود، بلکه شبه انداختن
است در قطعیت این حکم مجمع علیه که **مَا بَيْنَ الدَّائَتَيْنِ قُرْآنٌ**.
با آنکه ضم سوره از واجبات است که ظنی است، پس منع قرارت دو سوره
را اگر چه ظنی باشد، ولو علی فرض المحال، هیچ وجه نباشد که